

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, May 18, 1993

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty minutes after ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم الله الرحمن الرحيم

يا ايها المزمّل ۞ قم الليل الا قليلا ۞ نصف او انتقص منه قليلا ۞
اوزد عليه ورتل القران ترتيلا ۞ انا سنلقى عليك قولاً ثقيلاً ۞ ان
ناشئ الليل هي اشد و طا و اقوم قيات ۞ ان لك في النهار
سبحاً طويلاً ۞ واذكر اسم ربك وتبطل اليه تبتيلاً ۞ رب المشرق
و المغرب لا اله الا هو فاتخذه وكيلاً ۞ واصبر على ما يقولون
واهجرهم هجراً ۞ (سوره الزمل آيت ۱ تا ۱۰)

ترجمہ، اے کپڑوں میں لپٹنے والے رات کو کھڑے رہا کرو مگر تھوڑی سی رات یعنی نصف رات یا اس نصف سے کسی قدر کم کر دو یا نصف سے کچھ بڑھا دو اور قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو ہم تم پر ایک بھاری کام ڈالنے کو ہیں بے شک رات کا اٹھنا خوب موثر ہے کچھ کچھ میں اور بات خوب ٹھیک نکلتی ہے بے شک تم کو دن میں بہت کام رہتا ہے اور اپنے رب کا نام یاد کرتے رہو۔ اور

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, May 18, 1993

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty minutes after ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم الله الرحمن الرحيم

يا ايها المزمّل ۞ قم الليل الا قليلا ۞ نصف او انتقص منه قليلا ۞
اوزد عليه ورتل القران ترتيلا ۞ انا سنلقى عليك قولاً ثقيلاً ۞ ان
ناشئ الليل هي اشد و طا و اقوم قيات ۞ ان لك في النهار
سبحاً طويلاً ۞ واذكر اسم ربك وتبطل اليه تبتيلاً ۞ رب المشرق
و المغرب لا اله الا هو فاتخذه وكيلاً ۞ واصبر على ما يقولون
واهجرهم هجراً ۞ (سوره الزمل آيت ۱ تا ۱۰)

ترجمہ، اے کپڑوں میں لپٹنے والے رات کو کھڑے رہا کرو مگر تھوڑی سی رات یعنی نصف رات یا اس نصف سے کسی قدر کم کر دو یا نصف سے کچھ بڑھا دو اور قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو ہم تم پر ایک بھاری کام ڈالنے کو ہیں بے شک رات کا اٹھنا خوب موثر ہے کچھ کچھ میں اور بات خوب ٹھیک نکلتی ہے بے شک تم کو دن میں بہت کام رہتا ہے اور اپنے رب کا نام یاد کرتے رہو۔ اور

سب سے قطع کر کے اسی کی طرف متوجہ رہو۔ وہ مشرق اور مغرب کا مالک ہے اس کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں تو اسی کو اپنے کام سپرد کرنے کے لئے قرار دینے رہو اور یہ لوگ جو جو باتیں کرتے ہیں ان پر صبر کرو اور خوبصورتی کے ساتھ ان سے الگ ہو جاؤ۔

MOTION UNDER RULE 236

Mr. Chairman: Yes, Dr. Bisharat Elahi Sahib.

Dr. Bisharat Elahi: Sir, with your permission to move motion under Rule 236 I beg to move that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, that the requirement of Rule 38 of the said rules regarding Question Hour be dispensed with.

Mr. Chairman: It has been moved by Dr. Bisharat Elahi under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, that the requirement of Rule 38 of the said rules regarding Question Hour be dispensed with.

(The motion was carried)

POINT OF ORDER Re: MISERABLE CONDITION OF MUSLIMS OF BOSNIA

جناب چیئرمین، سید فصیح اقبال آن اے پوائنٹ آف آرڈر۔

سید فصیح اقبال، جناب چیئرمین، میں نے بوسنیا پر پچھلے اجلاس میں ایک قرار داد پیش کی تھی اور اس سلسلے میں آج جو اخبارات میں آئی ہے خبر وہ بڑی درد ناک ہے کہ وینس اوون پلان جو ہے وہ سرپا نے ریجیکٹ کر دیا ہے۔ مسلمانوں کے سلسلے میں آج جو پاکستان کا موقف ہے ہمارے جمہید مارکر صاحب ایک ماہ کے لئے جب سیکورٹی کونسل کے چیئرمین بنے تھے انہوں نے کچھ وفود بھیجے اور یو این او کی جتنی قراردادیں ہیں آج وہاں انہوں نے یو این او کی کسی قرار داد پر عمل نہیں کیا اور مسلمانوں کی نسل کشی ہو رہی ہے۔ جس طرح کی اذیت ناک

خبریں آ رہی ہیں پاکستان کیسے خاموش رہ سکتا ہے جب کہ او آئی سی میں پاکستان کا ایک بہت اہم رول ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ابھی جو کراچی میں کانفرنس ہوئی تھی فارن منسٹرز کی اس سلسلے میں پاکستان نے سخت اقدامات کے لئے او آئی سی سے استدعا کی تھی اس سلسلے میں ہاؤس اس پے نوٹس لے کیوں کہ اس کا مطلب ہے یہ دیکھتے ہوئے کہ یورپ میں مسلمانوں کے کسی بھی علاقے کو تہ تیغ کرنے کا منصوبہ دیکھ رہے ہیں اور پاکستان خاموش ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی فارن پالیسی ایسی ہونی چاہیے جناب۔۔۔۔

جناب چیئرمین۔ فصیح اقبال صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

سید فصیح اقبال۔ اس سلسلے میں 'میں نے دو قراردادیں دی تھیں اس کے لئے چونکہ آج ناٹم نہیں ہے۔۔۔۔

جناب چیئرمین۔ بہر حال اس کا جب وقت آنے کا دیکھ لیں گے۔ معاملہ واقعی اہم ہے 'اس کا باقاعدہ نوٹس دیں۔

سید فصیح اقبال۔ سر اتنا اہم ہے کہ اس میں ہمارا موقف ہے ہمارے ملک کا کہ پاکستان کا جو رول ہے اس معاملے میں ہم فلسطین کے لئے 'کشمیر کے لئے جو کچھ کر رہے ہیں لیکن آج بوسنیا کا یہ عالم ہے کہ جس طرح سے ظلم ہو رہا ہے۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین۔ اس کے لئے مناسب طریقے سے اس کو لائیں تو پھر ڈسکس کر لیں گے۔

سید فصیح اقبال۔ سر میں سمجھتا ہوں کہ اس پر حکومت کی طرف سے کچھ تو بیان آنے۔ اب آج تو ہمارا اجلاس ختم ہو جانے کا۔ پھر یہ ایک مہینے کے لئے جو ہمارا ہاؤس کا کام ہے ایسے قومی مسئلوں پہ جس میں پاکستان کا ایک موقف ہے وہ تو ظاہر ہونا چاہیئے۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے جی یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ مناسب طریقے سے لائیں بات آپ کی ٹھیک ہے۔

سید فصیح اقبال۔ مناسب طریقے سے کس طرح جب یہ معاملہ ختم ہو جانے کا۔ سر بوسنیا تباہ ہو رہا ہے تو حکومت کی طرف سے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں وہ کچھ تو کہیں ناں۔

جناب چیئرمین۔ آپ ممبران اپنے ساتھیوں سے ڈسکس کر لیں۔
 سید فصیح اقبال۔ سر اتنی تو میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ابھی اس وقت
 کافی کابینہ کے وزیر بیٹھے ہونے ہیں کچھ تو کہیں یہ۔
 جناب چیئرمین۔ اس وقت مولانا صاحب کی تقریر سنیں گے پھر بعد میں دیکھیں گے۔
 سید فصیح اقبال۔ مولانا کی تقریر کے بعد کچھ کہیں گے۔
 جناب چیئرمین۔ پھر دیکھیں گے ناں۔ جو قانون قاعدہ ہوگا اس کے مطابق ہی
 کریں گے۔
 سید فصیح اقبال۔ اس میں میرے خیال سے ہمارے ممبران کے بھی یہی جذبات
 ہیں۔

جناب چیئرمین، جی مولانا صاحب۔

FURTHER DISCUSSION ON THE PRIVILEGE MOTION

Re: DISSOLUTION OF NATIONAL ASSEMBLY.

مولانا کوثر نیازی، بسم اللہ الرحمن الرحیم، جناب چیئرمین آپ کو یاد ہوگا کہ
 وہ لوگ جن سے تری بزم میں تھے ہٹ گئے
 گئے تو کیا تری بزم خیال سے بھی گئے
 تو بزم خیال سے بھی ہم چلے گئے۔ پھر اب کچھ عرصے کے بعد کچھ عرصے کے لئے، محدود وقت
 کے لئے دوبارہ میں اس محفل میں آیا ہوں۔ تو اجازت دیجئے کہ پھر جو شعر مجھے یاد آ رہا ہے وہ
 عرض کروں کہ

ٹالید مجھے نکال کے ہتھکتا رہے ہوں آپ
 محفل میں اس خیال سے پھر آ گیا ہوں میں

جناب والا! ہمارے زمانے میں بھی سینیٹ کا میار گنتار قومی اسمبلی کے میار سے بہت اونچا تھا۔
 اس میں گنتو حدود مساحت میں رہتی تھی۔ دلیل سے بات کی جاتی تھی اور اب نہیں عرصہ دراز کے
 بعد سینیٹ میں آیا ہوں تو مجھے یہ دیکھ کر خوش ہوئی ہے کہ اس سینیٹ کا مجموعی میار بھی مرحوم

قومی اسمبلی سے خاصا اونچا ہے۔ میں نے پارٹیکر ایک استحقاق پر ہونے والی بحث کو بہت غور سے سنا ہے اور اس میں ہمارے اراکین نے جس خوبی سے بحث میں حصہ لیا ہے میں اس کا دل سے قدر دان اور متعرف ہوں۔ میں بھی ~~بھی~~ اللہ اس مہیار کو برقرار رکھنے کی کوشش کروں گا۔ اور کوشش کروں گا کہ اپنی گفتگو میں کوئی ذاتی عمدہ نہ کروں۔ سنجیدگی سے گری ہوئی کوئی بات نہ ہو۔ البتہ کہیں، کہیں اگر تلخ نوائی آپ محسوس کریں تو اس کے لئے مجھے معاف فرما دیں۔ اس کے لئے بطور عذر میں، میں فارسی زبان کے ایک شاعر کا وہ شعر پیش کروں گا جو میرے لئے اس تلخ نوائی کا عذر ہے کہ

نوارا تلخ ترمی زباں ہوں ذوق نئمہ کم یابی

صدی را تیز ترمی خواں ہوں محل گراں بینی

جناب پیئرمین! میں نے اپنے دوستوں کی تقریریں بڑے غور سے سنیں۔ قومی اسمبلی کے ٹوٹنے پر انہوں نے جو موقف اختیار کیا ہے، انہوں نے ترمیم پر جس طرح اظہار خیال کیا ہے، صدر گرامی کی قابل احترام شخصیت پر جس طرح گفتگو کی ہے، اس پر مجھے بڑی حیرت ہوئی ہے۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ ان کا حافظہ اتنا کمزور ہے اور وہ اپنی اور اپنے لیڈر کی وہ تقریریں اور وہ بیانات فراموش کر چکے ہیں جو انہوں نے کبھی صدر صاحب کی مدح میں، ان کی تعریف میں، ان کی قدردانی میں دیئے تھے۔ اسمبلی کی تحلیل کے حق میں دیئے تھے۔ انہوں نے ترمیم کے حق میں دیئے تھے۔ میں تفصیلات میں زیادہ تو نہیں جاؤں گا البتہ دیگ سے چند دانے بطور مثال آپ کی خدمت میں ضرور پیش کروں گا۔

جناب والا! فرنیر پلاسٹ پٹاور کی 29 اگست 1990 کی اجاعت میں ایک وقت کے وزیر اعلیٰ پنجاب اور آئی جے آئی کے صدر نواز شریف صاحب کا بیان موجود ہے جس کا ایک ٹکڑا پیش کرتا ہوں۔ اخبار لکھتا ہے کہ

"The former Chief Minister Punjab and President of IJI, Nawaz

Sharif said that the dissolution of Assemblies by the President

was a constitutional step."

اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ اپوزیشن صدر کو مارگٹ بنا رہی ہے۔ تنقید کا ہدف بنا رہی ہے اور یہ ملکی مفاد کے خلاف ہے۔ اس سے وطن کی عظمت پر اور عزت پر ترف آتا ہے۔ روزنامہ "مسلم"

اسلام آباد کی یکم اکتوبر ۱۹۹۰ کی اشاعت سے ہی ایک اقتباس جو میں آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ اخبار لکھتا ہے،

"Nawaz Sharif opined that President's action prevented imposition of Martial Law and provided another chance to politicians to rehabilitate democracy which had been put at stake by the said premier Bhutto. Answering a question Mian Nawaz Sharif strongly criticized the former Prime Minister for making the office of the President its target of our election campaign. Such an adverse criticism of the President, Mr. Nawaz Sharif said, was doing no good to the country internally and externally."

جناب والا! اسی پر بس نہیں وہ اور آگے بڑھتے ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ پریذیڈنٹ پر تنقید خود فیڈریشن پر مہم ہے اور اس سے فیڈریشن کی سالمیت اور اس کا استحکام معرض خطر میں پڑ جاتا ہے روزنامہ "مسلم" اسلام آباد ۹۰-۲۱ کے مطابق انہوں نے کہا۔

"The President, he said, had always been considered the symbol of strong federation and the character assassination of his person would be tantamount to weakening the federal system of Pakistan".

جناب والا! آج نواز شریف صاحب کو صدر مملکت کی ذات میں کیڑے ہی کیڑے نگر آ رہے ہیں مگر ایک وقت تھا کہ وہ ان کو اپنا استاد سمجھتے تھے، اور کہتے تھے کہ میں نے ان سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ میں قدم قدم پر ان سے رہنمائی طلب کرتا ہوں اور ان پر محفلے کرنا قومی اور بین الاقوامی دونوں سطحوں پر وطن کے مفاد کے منافی ہے۔ پھر ایک دو اقتباس پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ انہوں نے ترمیم کے سلسلے میں آج وہ سراپا شدہ بیان بنے ہوئے ہیں۔ اس کے بارے میں بھی اس میں آپ کو ان کے اس وقت کے خیالات کی جھلکیاں ملیں گی۔ میرے سامنے "مسلم" اسلام آباد ۱۹۸۹-۵۲ کی اشاعت کا ایک اقتباس ہے۔

"Chief Minister of Punjab Mr. Nawaz Sharif said that the Present Constitution strikes a balance of power which is the

basis of the democratic structure and any attempt to disturb this balance would be attempting to undermine democratic values and would lead the country towards a constitutional void.

پھر وہ کہتے ہیں کہ

He said that the 8th amendment had not been incorporated into the Constitution of the country by any degree of Martial Law Regulations, but was made part and parcel of the Constitution by the elected representatives of the nation".

جناب والا! اس سے اور آگے بڑھتے ہیں اور وہ نہ صرف آٹھویں ترمیم بلکہ صدر کے تمام صوابدیدی اختیارات کو تحفظ دینے کے لئے یہاں تک آگے جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔

"Prime Minister Nawaz Sharif has expressed his displeasure over certain proposals suggesting major or minor constitutional amendments. Major or minor constitutional amendments in the President's discretionary powers under article 58 relating to the dissolution of the National Assembly, were recently advanced by some hawks of the I.J.I."

جناب والا! یہ اقتباس ہے "مسلم" کی مورخہ ۱۹۹۱ء-۲-۲۳ کی اشاعت کا۔ یہی نہیں آج صدر مملکت کو بھانا ان کی زندگی کا سب سے بڑا مشن ہے۔ اور وہ دنیا جہاں کا ہر عیب ان کی ذات سے منسوب کر رہے ہیں مگر ایک زمانہ تھا کہ وہ ان کی قابلیتوں اور صلاحیتوں کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ دو تین اقتباس صدر صاحب کی ذاتی تعریف میں اور ان کی قابلیتوں کی مداحی میں پھر پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ وہ صدر غلام اسحاق خان کو عظیم مدبر، محب وطن بناتے ہوئے اور پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے ان سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ راولپنڈی سے شائع ہونے والے انگریزی اخبار "دی نیوز" کی اشاعت مورخہ ۱۹۹۱ء-۲-۲۳ سے ایک اقتباس اس طرح ہے۔

"Nawaz Sharif said, I have learnt a lot from President Ghulam Ishaq Khan, who is great statesman and administrator. I have

always enriched myself with the advice from the President. He added, the President is a great patriot and keeps a close touch with the problems facing the country and how best they can be solved."

پھر کہتے ہیں کہ صدر کا وقار قوم کا وقار ہے اور کوئی ایسی بات جس سے ان کی عزت پر حرف لانے کی کوشش کی جاتی ہو وہ جب وطن کے منافی ہے اور وہ آئین کے خلاف ہے۔ یہاں روزنامہ "مسلم" اسلام آباد کی اشاعت مورخہ ۹۱-۱۲-۲۷ سے ایک اقتباس پیش خدمت ہے۔ اس وقت وہ پرانم منسرتھے

"Nawaz Sharif said when the prestige of the President is lowered, it is not only the prestige of an individual but also the honour and and dignity of the nation. In showing dis-respect to the President, who is the symbol of the unity of the federation, the opposition has dealt a serious blow to our national pride and dignity."

جناب والا! آج وہ قصر صدارت پر لوگوں کو لے جانے کے محرک بنے ہوئے ہیں کہ اس کا گھیراؤ کیا جانے اور مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ اجتماعی دعا کے نام پر سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد وہ قصر صدارت کے قریب لوگوں کو جمع کرنے کا پروگرام بنا چکے ہیں۔ لیکن ایک زمانہ تھا کہ وہ کہتے تھے کہ میں قصر صدارت کی عزت کا نگہبان ہوں اور کوئی اس کی طرف اگر میلی آنکھ سے دیکھے گا تو میں اس کی آنکھ کو نکال دوں گا۔ روزنامہ "مسلم" اسلام آباد کی اشاعت ۹۲-۲-۹ سے ایک اقتباس ہے کہ

"Prime Minister warned the opposition parties that they would find him protecting the President House before anybody could dare to inflict any harm on it."

جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ میں نواز شریف صاحب ہی نہیں ان کے اور رفقاء کا بھی اس طرح کے بیانات اور اس طرح کی تقریریں کرتے رہے ہیں۔ میں سب کا حوالہ نہیں دوں گا۔

میں ان کے ضمیمہ بلا فصل جناب سرتاج عزیز صاحب کی بات کروں گا جنہوں نے اپنی تقریر کا یہاں آغاز اس سے کیا ہے کہ انہوں نے ترمیم ایک انتہائی controversial آئینی حق ہے۔ جس سے اس اسمبلی کو توڑ دیا گیا۔ سرتاج عزیز صاحب میرے دوست ہیں اور بڑے نستعلیق آدمی ہیں۔ ان میں سرمہ سے زیادہ گھٹنؤں جھلکتا ہے۔ میں ان کے تمام تر احرام کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ ان کی ایک کتب اتفاق سے میرے پاس موجود ہے۔ کتب یہ ہے جس کا نام ہے - "Different views on the 8th Amendment" اس کتب میں انہوں نے مختلف مضمون نگاروں کے مضمون جمع کئے ہیں۔ اس میں ان کا اپنا بھی ایک مضمون ہے جو ابتداء میں روزنامہ "Nation" میں چھپا تھا اور بعد میں انہوں نے اس کتب میں اسے شامل کیا۔ وہ انہوں نے ترمیم کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس کی ضرورت اس لئے تھی کہ مارشل لا ریگولیشن کو تھپ دینے کے لئے یہ ناگزیر تھا وہ کہتے ہیں۔

"The suggestion that the 8th amendment should be repealed altogether is neither desirable nor workable. The 8th amendment apart from giving protection to orders and ordinances of the Martial Law period, including constitutional amendments of that period also introduced many desirable improvements by further amending some of these amendments"

اور پھر ان کا کہنا یہ ہے کہ یہ ناگزیر تھا جیسا کہ میں نے کہا کہ مارشل لا کو ہٹانے کے لئے۔ مگر یہی نہیں وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ترمیم سے صدر اور وزیراعظم کے اختیارات کے درمیان بہتر توازن یعنی حسن توازن پیدا ہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ

"The second purpose of the 8th amendment apart from giving legal protection to the Martial Law orders and Ordinances through Article 270(A) was to see a better balance between the powers, better balance between the powers of the President and the Prime Minister in view of the Parliamentary character of the Constitution."

جناب والا، میں نواز شریف اور ان کے دوستوں کے ان خیالات کو میں سنتا ہوں اور پڑھتا ہوں اور آج پھر میں ان کے موقف کو دیکھتا ہوں تو مجھے جناب جوش ملیح آبادی کی ایک رباعی یاد آ جاتی ہے۔ وہ اس میں اپنے ایک پرانے دوست کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں ان سے ملا تو وہ مجھے پہچان نہیں سکا۔ سر بہ ڈانو ہو گیا اور کیا مکالمہ دونوں کے درمیان ہوا۔ وہی مکالمہ آج صدر صاحب اور سابق وزیر اعظم نواز شریف اور ان کے دوستوں پر صادق آتا ہے۔ جوش صاحب پوچھتے ہیں۔ کیسے کس فکر میں ہے ڈانو پہ جین؟ جوش صاحب کہتے ہیں میں آپ کا یار غار ہوں۔

دوست کہتے ہیں کیا میں نے کبھی آپ کو دیکھا ہے کہیں

جوش کہتے ہیں میں آپ کا یار غار ہوں حضرت جوش

اور پھر دوست فرماتے ہیں یہ جوش ہے کون سا مجھے معلوم نہیں۔

جناب چیئرمین! میں نے جو طرز استدلال اختیار کیا ہے میرے دوست بھی وہ طرز استدلال اختیار کر سکتے ہیں اور وہ کہہ سکتے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں پریذیڈنٹ غلام اسحاق خان نے ۲۲ دسمبر کو جو تقریر کی تھی وہ کچھ اور قہی اور ۱۸ اپریل کو انہوں نے جو تقریر کی وہ بالکل اس کے برعکس تھی تو اگر آپ کا استدلال درست ہے کہ ہم نے کل یہ کہا تھا اور آج یہ کہہ رہے ہیں کہ صدر گرامی نے بھی تو یہی رویہ اختیار کیا ہے کہ ۲۲ دسمبر کو انہوں نے اس گورنمنٹ کی policies کو سراہا اس کی تائید کی اور آج وہ اس کی مزمت کر رہے ہیں اور سراہا تنقید بنے ہوئے ہیں۔ میں عرض کروں گا کہ جہاں تک صدر صاحب کی تقریر کا تعلق ہے، یہ تقریر جو تیار کی جاتی ہے وہ حکومت کی تیار کردہ ہوتی ہے۔ آپ سے زیادہ کون جانتا ہوگا کہ British Parliament System ہی ہمارا راہنما ہے اور British Parliament میں Queen جو تقریر کرتی ہے وہ اسے حکومت تیار کر کے دیتی ہے۔ یہی نہیں انڈیا میں جو ہمارا پڑوسی ملک ہے اور جس میں پارلیمانی سسٹم رائج ہے۔ اس میں بھی یہی طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے کہ وہاں بھی تقریر نیچے سے حکومت بھیجتی ہے اور صدر اسے adopt کر کے وہ Joint Session میں خطاب فرماتے ہیں۔ میرے سامنے اس وقت Mr.M.N.Kaul کی مشہور کتاب "Practice & Procedure of Parliament" سامنے ہے جس میں سے ایک اقتباس میں آپ کی خدمت میں پیش کروں گا کہ پریذیڈنٹ کے اس خطاب کی آئینی حیثیت کیا ہوتی ہے۔ مسٹر کول لکھتے ہیں۔

"Being a statement of policy of the Government the address is drafted by the Government. It is not the President but the Government who are responsible for the contents of the address. It contains a review of the activities and achievements of the Government during the previous year and its policy with regard to important internal and current international problems."

جناب والا! چونکہ صدر اسحاق ایک آئینی آدمی ہیں ضابطے اور قانون کے پابند ہیں تو جو تقریر حکومت نیچے سے لے کر بھیجتی ہے وہ اسے adopt کرنے پر مجبور ہیں۔ یہ تو صدر ضیاء الحق مرحوم تھے جنہوں نے ہمارے زمانے میں آپ کو یاد ہوگا Joint Session سے خطاب کرتے ہوئے ایک تقریر کی اور وہ ان کی اپنی تصنیف تھی آپ کو یاد ہوگا میں نے اسی ایوان میں ایک گھنٹے تک اسی تقریر پر تقریر کرتے ہوئے اس پر سخت تنقید کی تھی اور کہا تھا کہ صدر ضیاء نے اس میں آئینی روایات سے انحراف کیا ہے۔ لیکن جہاں تک صدر اسحاق کا تعلق ہے میں اس ایوان کو یہ جانتے ہوئے خوشی محسوس کرتا ہوں کہ یہ تقریر بھی اتفاق سے جو گورنمنٹ کی طرف سے تیار کردہ ان کو بھیجی گئی تھی میرے عزیز دوست اسلام آباد سے سینیٹر جناب سرتاج عزیز کی تصنیف لطیف تھی۔ وہ مسودہ اتفاق سے میرے پاس موجود ہے اور صدر ضابط نے جو تقریر کی ہے اس کا version بھی میرے سامنے ہے۔ میں چند مقامات سے دونوں کا تقابلی مطالعہ آپ کی خدمت میں پیش کروں گا تاکہ آپ کو یہ اندازہ ہو کہ جو خیالات صدر صاحب کی طرف منسوب کئے جا رہے ہیں آیا وہ ان کے اپنے خیالات ہیں یا گورنمنٹ کی طرف سے ان کو مہیا کردہ وہ خیالات ہیں جن کے مصنف جناب سرتاج عزیز ہیں۔ سرتاج عزیز صاحب نے جو تقریر تیار کی اس کا آغاز جناب والا! ان الفاظ سے ہوتا ہے کہ "میرے لئے یہ امر باعث مسرت و افتخار ہے کہ میں ایک بار پھر اس معزز ایوان سے خطاب کر رہا ہوں۔" آپ جانتے ہیں کہ صدر غلام اسحاق خان ادبی ذوق رکھتے ہیں، شعری ذوق رکھتے ہیں اور یہاں جب وہ ہوتے تھے تو اپنے فارسی اردو اشعار سے بھی اپنی رونگ تک کو مزین کیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہیں کہیں الفاظ کو بولا ہے مفہوم کو نہیں۔ ابھی اسی فقرے کو انہوں نے اس انداز میں کہا ہے جہاں تقریر شروع ہوتی ہے کہ "مجھے خوشی ہے کہ ایک بار پھر مجھے اس معزز ایوان سے خطاب کا اعزاز حاصل ہو رہا ہے۔" سرتاج

عزیز صاحب آگے لکھتے ہیں "میرا بحثیت صدر یہ خطاب بادی النظر میں شاید ایک رسمی فریضہ سمجھا جائے لیکن اگر بغور دیکھا جائے تو یہ مرحد جمہوری عمل کے تسلسل کا خاتم ہے جس میں مملکت کا ایک ادارہ دوسرے ادارے کے سامنے اپنے لائحہ عمل اور مکت عمل کو پیش کرتا ہے۔" صدر اسحاق اسی مفہوم کو اپنے لفظوں میں یوں بیان کرتے ہیں۔ "اس قابل احترام ایوان سے صدر مملکت کا سالانہ خطاب محض ایک رسمی کارروائی نہیں بلکہ ایک باعہد آئینی فریضہ ہے جس کے تحت مملکت کا ایک ادارہ یعنی انتظامیہ دوسرے ادارے یعنی مقننہ کے سامنے اپنی کارکردگی کا جائزہ پیش کرتا ہے۔" جناب والا! تیسرے مرحلہ پر ہمارے دوست سرتاج عزیز پھر لکھتے ہیں کہ "پاکستان میں جمہوریت نوعی اور نووارد ہے اس کے جمہوری ادارے اس بھیٹی سے نہیں گزرے جس سے سونا کنڈن بن جاتا ہے۔ ان اداروں میں ابھی تک وہ صحت مند روایت قائم نہیں ہوئیں جو دوسروں کے لئے قابل تقلید ہوں۔ قوم کو توقع تھی کہ اس نے جن قربانیوں اور جدوجہد مسلسل سے جمہوریت کے پودے کو لگایا ہے اسے پروان چڑھانے میں اور تناور درخت بنانے میں ان کے منتخب نمائندے اور ادارے اہم کردار ادا کریں گے۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ توقعات ابھی تشنہ تکمیل ہیں ہم اکثر دوسرے ممالک کی رواداری اور جمہوری روایات پر رطب السان تو ہوتے ہیں لیکن ان روایات کو اپنے ہاں مروج کرنے سے لاتعلقی رہتے ہیں۔" اب صدر اسحاق نے اسی مفہوم کو جن لفظوں میں بیان کیا ہے وہ ملاحظہ فرمائیے۔ کہتے ہیں "پاکستان میں جمہوریت کے لئے جدوجہد تو بہت طویل رہی ہے مگر جمہوریت خود ابھی نوعی ہے۔" بہت سے الفاظ اور تراکیب اور اصطلاحات تک جو سرتاج عزیز صاحب کی ہیں صدر کے خطاب میں منکس ہیں۔ "ابھی ہمارے ہاں وہ کچھ پیدا نہیں ہوا جو رواداری برداشت فراہمی اور باہمی احترام سے عبارت ہو" جناب والا! آگے پھر سرتاج عزیز صاحب کہتے ہیں کہ "میں نے گزشتہ سال کے خطاب میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کا کردار اور اقتدار کی تبدیلی کے آئینی طریقوں کی نفاذی کی تھی۔ میں نے کہا تھا کہ آئین میں نہ صرف حکومت کی تبدیلی بلکہ صدر مملکت کے مواضع تک کی گنجائش موجود ہے۔ حزب اختلاف جب چاہے آئین میں متین طریقہ کار کے مطابق بڑی سے بڑی سیاسی تبدیلی لاسکتی ہے۔ یہی آئینی طریقہ ہے اور یہی جمہوری روایت اور اسی کو پارلیمانی نظام کا self correcting mechanism کہا جاتا ہے۔" یہاں تک کہ سرتاج عزیز صاحب واحد متعین بن کر صدر کی اس انداز میں تقریر لکھ رہے ہیں (کہ جیسے وہ خود صدر ہیں) جناب والا! یہ نوٹ فرمائیے اب

صدر صاحب انہی الفاظ کو اس انداز میں بیان کرتے ہیں کہ "میں نے گزشتہ سال کے خطاب میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے کردار اور اقتدار کی تبدیلی کے آئینی طریقوں کی نفاذی کی تھی۔ میں نے عرض کیا تھا کہ آئین میں نہ صرف حکومت کی تبدیلی بلکہ صدر مملکت کے موافقے یک کی گنجائش موجود ہے۔ حزب اختلاف جب چاہے آئین میں متین طریقہ کار کے مطابق بڑی سے بڑی سیاسی تبدیلی لا سکتی ہے۔ یہی آئینی طریقہ ہے اور یہی جمہوری روایت اور اسی کو پارلیمانی نظام کا self correcting mechanism کہا جاتا ہے۔" صرف دو تین محوٹے سے حوالے اور دوں گا۔ اب وہ تعریف کے مرطے پر آتے ہیں کہ جن کو clean چٹ کے طور پر ہمارے دوست پیش کر رہے ہیں کہ صدر کی طرف سے یہ اس حکومت کو clean چٹ تھی۔ جناب والا! نجکاری پر پرائیویٹائزیشن پر سرتاج عزیز صاحب نے جو تقریر مرتب کر کے صدر صاحب کو پیش کی وہ یہ تھی۔ "اقتصادی میدان میں حکومت نے نئی موج اور راہ اختیار کی ہے۔ نج کاری کے عمل کو فروغ دیا ہے اور ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاری کے لئے ترغیبات اور مراعات فراہم کی ہیں۔ اس سے ملک میں سرمایہ کاری کی فضاء بہت موافق ہو گئی ہے جس میں افراد کو اپنی تخلیقی اور پیداواری صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کا پورا موقع ہے۔ نج کاری اس پالیسی کا اہم رکن ہے۔ اس پالیسی کے اجراء کے وقت بعض حلقوں نے جن جہات کا اہمار کیا تھا وہ غلط محبت ہوئے تھے۔" اب صدر صاحب کہتے ہیں کہ

"آپ کو یاد ہوگا کہ اپنے گزشتہ خطاب میں میں نے نج کاری کے عمل کو شفاف رکھنے اور اجارہ داریاں قائم نہ ہونے دینے پر زور دیا تھا گو کہ اب بھی بعض حلقوں کی طرف سے شکوک و جہات کا اہمار کیا جا رہا ہے لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اب پرائیویٹائزیشن کے سلسلے میں مجموعی طور پر اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا جانے لگا ہے۔" آگے جناب والا! سرتاج صاحب کہتے ہیں۔

"حکومت کی ان اقتصادی پالیسیوں اور اقدامات کے اثرات کو کئی طور پر سامنے آنے میں کچھ وقت گئے گا لیکن جو اعداد و شمار سامنے آئے ہیں وہ مثبت رجحان کی نفاذی کرتے ہیں۔ قومی آمدنی کی شرح نمو 91-92 میں 5.6 فیصد سے بڑھ کر گزشتہ مالی سال میں 6.4 فیصد ہو گئی ہے۔" برآمدات میں یہ ہو گیا ہے 'وہ ہو گیا ہے' صدر صاحب کہتے ہیں۔

"اب حکومت کی اقتصادی اصلاحات اور اقدامات کے جو نتائج سامنے آنے ہیں وہ یقیناً

نہیں کہا۔ حالانکہ ان کے ہاتھوں ان کو زک پہنچی ہے۔ مگر اس کے باوجود انہوں نے اپنے ہوش و حواس کو اپنے اعصاب کو قابو میں رکھا ہے اور یوں جناب والا! باپ اور بیٹی کے درمیان بھی اختلافات ہو جاتے ہیں۔ کلاس روم میں استاد اور شاگرد کے درمیان بھی اختلافات ہو جایا کرتے ہیں لیکن اس طرح کے اختلافات بھی ایسے نہیں ہوتے جو بنیادی ہوں، جہاں تک دونوں کے تعاون کا تعلق ہے وہ ملک کی سالمیت اور استحکام اور جمہوریت کے فروغ اور نشو و نما کے لئے ہے اور دونوں اس پر committed ہیں اور دونوں اس کے لئے ایک ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں۔ لیکن جناب والا! قابل تعجب بات یہ نہیں کہ یہ دونوں کیسے تعاون کر رہے ہیں۔ قابل تعجب یہ ہے کہ میرے دوست محمد علی خان اور ان جیسے اور بہت سے مسلم لیگی رہنما اور محب وطن عناصر آج میرے دوست اور بزرگ اور پھر میں کہوں گا کہ میں ان کا بھی احترام کرتا ہوں، میں ان کو بھی غدار کہنے کا قائل نہیں ہوں، ان کی بھی جنگ آزادی میں خدمات ہیں اور غدار کے تفسے کو آپس میں یہی حضرات ایک دوسرے میں تقسیم کرتے رہے ہیں قابل تعجب بات یہ ہے کہ آج خان عبدالولی خان اور ان کی جماعت اسے این پی اور میرے دوست خان محمد علی خان کی جماعت مسلم لیگ اور اس کا سیکشن دونوں شیروں کی نظر آ رہے ہیں۔ جناب والا! خان عبدالولی خان کا ذکر آیا ہے تو مجھے یاد آ گیا کہ انہوں نے بھی اس dissolution پر بڑے برہم العاظ میں تنقید کی یہاں تک کہ انہوں نے اسے کھلی بد معاشی قرار دیا ہے۔ یہ زبان خان عبدالولی خان کی نہ ہوا کرتی تھی ہم 70 میں ایک ساتھ قومی اسمبلی کے ممبر رہے ہیں۔ میں نے پارلیمنٹ میں ان کی تقریریں سنی ہیں لیکن شاید عمر کے ساتھ ساتھ آدمی کا لب و لہجہ بدل جاتا ہے۔ آج انہوں نے اس کو کھلی بد معاشی قرار دیا ہے۔ مگر جب یہ dissolution ۹۰ء میں ہوئی تو اس وقت خان عبدالولی خان نے جو بیان دیا تھا وہ میرے پاس موجود ہے۔ "فرنیز پوسٹ" پشاور کا یہ 13 اگست 90ء کا اخبار ہے۔ اس میں نہ صرف انہوں نے dissolution کی تائید کی ہے بلکہ یہ مطالبہ بھی کیا کہ احتساب کیا جائے۔ یہ بھی مطالبہ کیا کہ ایسے لوگوں کو پھر زنداں ڈال دیا جائے جنہوں نے کرپشن کی ہے۔

"The ANP Chief, while commenting on the dissolution of the assemblies, hailed the President's decision because of growing corruption and horse trading. He said that all the charges against PPP Government were correct and demanded of the President to

initiate the process of accountability to ensure free and fair elections. The ANP Chief demanded that a law should be made to imprison those candidates who buy votes."

جناب والا! یہ تو جملہ مستعرضہ تھا۔ میں جو بات کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آج حیرت مجھے غلام عبدالولی غلام اور اپنے مسلم لیگی دوستوں کے اتحاد پر ہو رہی ہے۔ اقبال نے کہا تھا یہ اتحاد مبارک ہو مومنوں کے لئے کہ مشتق ہیں فتنیان شہر میرے خلاف

آج غلام صاحب اور غلام عبدالولی غلام اور غلام محمد علی غلام ایک سٹیج پر نظر آ رہے ہیں مجھے بے حد خوشی ہے۔ میرے دوست محمد علی غلام شاید ان فرمودات کو بھول گئے جو غلام عبدالولی غلام کی مشہور کتاب "facts are facts" میں انہوں نے پیش کئے ہیں۔ میں زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا دو اقتباسات اس کتاب میں سے پیش کرتا ہوں، اور پھر اپنے مسلم لیگی دوستوں سے یہ انصاف چاہوں گا کہ جناب والا! از باکہ گزشتی، باکہ پیوستی۔ کس سے کئے ہو کس سے جڑے ہو اس کا بھی خیال کرو جناب والا! یہ "facts are facts" غلام عبدالولی غلام کی کتاب میرے سامنے ہے اس میں قائد اعظم محمد علی جناح کو انہوں نے خراج تحسین پیش کیا ہے۔ ذرا ملاحظہ کیجئے گا مگر قصوراً سا اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر۔ وہ کہتے ہیں۔

"This needs no further elaboration. The British admitted that Jinnah had neither power nor organisation. He was the leader of a minority. A minority which could survive only on the strength of British support. (XXXXXX)+.

جناب والا! یہ تو قائد اعظم کو خراج تحسین ہے جو غلام صاحب نے پیش کیا تھا۔ اس کے بعد وہ مسلم لیگی کارکنوں اور مسلم لیگی رہنماؤں کو جس میں یقیناً میرے پرانے دوست محمد علی غلام صاحب بھی شامل ہیں کہ ان کی قربانیاں بھی تحریک پاکستان میں یادگار زمانہ ہیں ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے غلام عبدالولی غلام لکھتے ہیں۔ یہ 175 صفحہ ہے۔

"On the question of successor authority, there was no justification for the Muslim League to claim that they had inherited power after the departure of the British"

اب وہ سوال کرتے ہیں وارث بنتے ہیں آپ اختیار و اقتدار کے جو برٹش مھوڑ کر گئے تھے مگر آپ کو حق کیا ہے؟

"Had they launched any movement to claim this heritage? Did they struggle, sacrifice or fight for it? When the Congress Party claimed to be the successor of the British in India their claim was valid. Their sacrifices have become legends and past into history."

وہ کہتے ہیں کہ کانگریس کی جو قربانیاں ہیں وہ تو legend ہیں تاریخ میں جائیں گی۔۔

"thousands of men and women were killed, hundreds of thousands of workers went to prison."

کانگریس کے ہزاروں مرد اور عورتیں ماری گئیں اور ہزاروں کارکن جیل میں گئے۔

In comparison, what has been the role of the present rulers of Pakistan?

اور مسلم لیگیوں کے کیا کارنامے ہیں؟

All along, they supported the British rule in any confrontation that occurred between the British and the Congress. They always cooperated with the British, they made no sacrifices for freedom.

انہوں نے کوئی قربانی آزادی کے لئے نہیں دی۔ They opposed all anti-British agitations, برطانیہ کے خلاف تمام agitations کی انہوں نے مخالفت کی ہے۔

Their pro-British attitude was displayed not only in opposing the Congress but also in opposing all such Muslim organizations which were anti-British. They opposed the Ulema of Deoband.

انہوں نے دیوبند کے علماء کی مخالفت کی۔

"They were not prepared to recognize the Muslims who participated in the National Movements."

اور پھر وہ سوال کرتے ہیں اور یہ آخری جملہ ہے اس اقتباس کا اور اس داستان درد کو میں طویل نہ کروں گا وہ کہتے ہیں کہ۔

"They would have to admit that the only basis for their claim

rests on the premise that they are real children of the British."

وہ کہتے ہیں کہ مسلم لیگی کارکنوں کا صرف ایک ہی (دعوئی اس بنیاد پر بنتا ہے کہ وہ برطانویوں کی حقیقی اولاد ہیں)

(interruption)

جناب چیئرمین۔۔۔ بعد میں آپ کو موقع دوں گا۔

جناب شہزاد گل۔۔۔ چیئرمین صاحب میری مختصر گزارش ہے کہ یہ کتاب جو ہے نا 'It is titled as "Facts are Facts." یہ facts ہیں انڈیا آفس لائبریری سے اقتباسات حاصل کر کے ان پر یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ یہ ولی خان کے اپنے الفاظ نہیں ہیں، اپنی زبان نہیں ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔۔۔ شہزاد گل صاحب آپ کو بعد میں موقع دے دیں گے ابھی تقریر میں ان کو نہ interrupt کریں۔

جناب شہزاد گل۔۔۔ اس پر وہ کافی زور دے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین۔۔۔ وہ ٹھیک ہے پر آپ تھوڑا سا حوصلہ کریں ناں۔ آپ کو وقت دوں گا میں، حوصلہ کریں۔

جناب بشیر احمد مٹہ۔۔۔ سر، میں بھی کچھ عرض کروں گا آپ مجھے اجازت دیں گے کیونکہ مجھے دکھ ہوتا ہے یہ باتیں سن کر ایسی بزرگ شخصیت کے منہ سے کہ جو اتنی جلدی اپنی تاریخ کو بھول جاتے ہیں، انہی لوگوں کی بدولت ان کے لیڈروں کے بدولت جنہوں نے کہا کہ "ادھر تم ادھر رہو" پاکستان دو ٹوٹ ہوا ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین:- ٹھیک ہے ان کی تقریر کے بعد آپ کو تصور آتوڑا موقع دے دوں گا personally محمد علی خان اور آپ کو میں موقع دوں گا۔

جناب بشیر احمد منہ:- کیونکہ یہ ملک کے اتحاد کا سوال ہے۔ تمام قوم کی تسلی کا سوال ہے۔ It is not a question of rhetoric۔

جناب مولانا کوثر نیازی:- جناب والا میں نے اس کتاب کے اندر مندرجہ خیالات پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ انہوں نے برٹش لائبریری سے جو حقائق افذ کئے ہیں وہ غلط ہیں یا صحیح۔

جناب چیئرمین:- بہر حال وہ برٹش کے خیالات ہیں ناں۔ لائبریری کے خیالات ہیں۔ مولانا کوثر نیازی:- میں نے تو من وعن ان الفاظ کو نقل کیا ہے جو خان صاحب نے اس کتاب میں پیش کیے۔ بہر حال ان پر -----

Mr.Chairman:- These are facts according to the British----

Maulana Kausar Niazi:- According to his research.

Mr.Chairman: According to the British.....

Maulana Kausar Niazi : Not British, his research.

Mr .Chairman: His research based on the record of the British Library.

مولانا کوثر نیازی، جناب والا میرے دوستوں نے نواز شریف صاحب کے دور کی اقتصادی ترقیوں ان کی موثر وے ، داخلی اور خارجی محاذ پر ان کی کامیابیوں کا بڑا چرچا کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کی مقبولیت یک لخت بہت بڑھ گئی ہے اور صدر صاحب کی تقریر کے اس حصے کو بھی میرے دوستوں نے ہدف بنایا ہے جس میں انہوں نے یہ کہا تھا کہ آج ایم اے اور بی اے پاس نوجوان ٹیکسی ڈرائیور بنے ہوئے ہیں۔ وہ یہ کہتے کہ کیا وہ ٹیکسی ڈرائیور نہ بنتے ، انہیں کلاشکوف دی جاتی۔ جناب والا غریب کے بچے کلاشکوف کہاں خرید سکتے ہیں یہ تو سرمایہ داروں اور صنعتکاروں

کے بیٹوں کا شغل ہے۔ غریب کا بچہ تو روٹی سے محروم ہے۔ وہ یہ ذوق اور فیشن کہاں سے پال سکتا ہے کہ وہ کلاشکوف خرید سکے۔ صدر صاحب نے جو بات کہی تھی وہ یہ تھی کہ جہاں تک P.I.A کا تعلق، بینکوں کا تعلق ہے، حکومت کے کنٹرول میں اداروں کا تعلق ہے اس میں تو بڑے بڑے لوگوں کے فرزند، بالائقی کے باوجود، افسر بنے ہوئے ہیں، ان کو بھرتی کیا جا رہا ہے اور ان کو لاکھوں روپے سالانہ کے معاہرے دیئے جا رہے ہیں اور غریب کا بیٹا جو ایم اے ہے، بی اے ہے، فرسٹ ڈویژن پاس ہے، قابل ہے، اس کے پاس اس طرح کی کوئی ملازمت اس لئے نہیں ہے کہ وہ سٹارش نہیں رکھتا، وہ آج ٹیکسی ڈرائیور بننے پر مجبور ہے۔ گویا وہ یہ کہہ رہے تھے کہ دونوں طبقوں کو اس طرح مستقل بنا دیا گیا ہے 'polarisation' کر دی گئی ہے کہ ایک طرف غریب ہے دوسری طرف امیر ہے، امیر آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے، اس کی اولاد ترقی کر رہی ہے اور غریب کا بیٹا انتہائی تعلیم یافتہ ہو جائے تب بھی وہ اسی کلاس میں رہنے پر مجبور ہے اور وہ ٹیکسی ڈرائیور بننے کے سوا کوئی طریقہ کار اپنے سامنے نہیں پاتا۔

اس طرف بھی آدمی ہے، اس طرف بھی آدمی، ان کے جوتوں پر ہلک ہے، ان کے چہروں پر نہیں یہ بات تھی جس کو وہ highlight کر رہے تھے۔ یہ مہد نہیں تھا کہ نوجوان رزق حلال کمانے کے لئے کیوں کوشش کر رہے ہیں۔ جناب والا! کیا میرے دوست اس حقیقت سے انکار کر سکتے ہیں کہ آج ملک میں جو معاشرہ رائج ہے، جو اقتصادی نظام رائج ہے، وہ جس کو ختم کرنے کے لئے پچھلی حکومت نے کوئی کام نہیں کیا، صرف جناب والا۔ دوپار سو آدمیوں کو زکوٰۃ تقسیم کر دینے سے تو مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کا مصرف آگے بڑھاتے ہوئے یہ قرار دیا تھا کہ ایسا وقت آجائے کہ کوئی زکوٰۃ لینے والا باقی نہ رہے۔ لیکن یہ زکوٰۃ دینے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ جناب والا! ٹیلی ویژن کی چکا چوند میں، روشنیوں میں آپ غریب کے ہاتھ میں چیک تھمائیں اس کی پبلسٹی ہو اور غریب کی عزت نفس مجروح ہو۔ پانچ سو سات سو آدمیوں کو لٹافے تقسیم کر دینے سے بے روزگاری ختم نہیں ہو سکتی، اقتصادی نظام بہتر نہیں ہو سکتا، اس سسٹم کو بدلنے کی ضرورت تھی جو سسٹم اس ملک میں رائج ہے کہ ایک طرف کتوں کے بچے ریشم کے تھان بچھانے جاتے ہیں اور دوسری طرف غریب کی بیٹی کے سر کو ڈھانپنے کے لئے دوپٹہ نہیں ہے۔

جناب والا! وہ شاعر نے جو کہا تھا وہی اس اقتصادی نظام میں صورت حال ہے کہ

میں اس لئے ریشم کے ڈھیر بنتی ہیں
 کہ دختران وطن تار تار کو ترسیں
 ہمیں کو اس لئے مالی نے خون سے سینچا تھا
 کہ اس کی اپنی نگاہیں ہمار کو ترسیں

عام آدمی کو روٹی کی ضرورت ہے لیکن نواز شریف صاحب اور ان کی حکومت نے اپنے بھائی بندوں کے لئے کھپ تیار کی

جناب والا! یہ موٹر وے ' جس کا بڑا چرچا ہے یہ کس ملک میں قائم کیا جا رہا ہے؟ اس پنجاب کا وزیراعلیٰ یہ تیار کرتا ہے جس کے صوبے میں آج کھیتوں میں دھول اڑ رہی ہے ' نہری پانی کی فراوانی نہیں ہے ' ان کی ضرورت پوری نہیں ہوتی ' وہ زرعی صوبہ جو کبھی گندم پیدا کرنے کا بڑا مرکز تھا آج اس ملک میں جناب والا! دو طین فن گندم ہم ہر سال باہر سے درآمد کرنے پر مجبور ہیں ' آج غریب کے پیٹے کی ہڈیاں گل جاتی ہیں اسے ہسپتال میں داخلہ نہیں ملتا۔ آج جی ٹی روڈ پر اور دیہاتوں کی سڑکوں پر چلتے ہوئے لوگوں کے اخبار منبر ڈھیلے ہو جاتے ہیں اس طرح انسان اٹھتا کودتا ہے ان کے اوپر کے پیسے اس کے اندر سپرنگ گئے ہیں

جناب والا! آج عالم یہ ہے کہ غریب کا بیٹا ایک سکول میں داخلہ نہیں لے سکتا اس لئے کہ اس کے پاس دینے کو نہیں ہے ' سر پر بھت نہیں ہے ' اپنا سر ڈھلپٹنے کے لئے ' لوگ بنیادی ضروریات زندگی سے محروم ہیں لیکن ہمارے دوست نواز شریف صاحب کو جب وہ پنجاب کے وزیراعلیٰ تھے تو انہوں نے جو پی۔ سی۔ ون بنایا ' اس وقت کے پلاننگ کمیشن کو پیش کرنے کے لئے ' موٹر وے کا ' اس کی لاگت 800 کروڑ روپیہ تھی۔ وہ پلاننگ کمیشن نے reject کر دیا دو سال کے بعد۔ جب نواز شریف صاحب خود برسرِ اقتدار آئے تو انہوں نے پھر اس منصوبے کو اٹھایا کیوں کہ یہ ان کا خواب تھا اور جو خواب نعر آ جانے پھر اس کی تعمیر ضرور نکلتی چلتی ہے انہوں نے یہ کیا کہ اس منصوبے کو پلاننگ کمیشن کی jurisdiction سے واپس لے لیا۔ انہوں نے ایک کانفرنس میں جس میں پاس کروایا جس کے تحت اس کا فیصلہ نیشنل پانی ویز اتھارٹی کے سپرد کر دیا گیا جس کے ممبرین وہ خود ہیں۔ اس کی کونسل کے وہ خود ممبرین تھے اور دو سال کے بعد جب اس منصوبے کا تخمینہ بنایا گیا تو آٹھ سو کروڑ سے بڑھ کر اس کی قیمت 2600 کروڑ روپے تک پہنچ گئی۔ جناب والا! پہلے اس کی چار lanes تھیں ' لیکن شوق شاہانہ نے ان lanes کو چھ بنا دیا۔ اور

لاہور موٹر وے پر 2600 کروڑ روپیہ خرچ آ رہا ہے اور جو پشاور راولپنڈی موٹر وے ہے اس پر 1200 کروڑ روپیہ۔ جناب والا! پھر آگے لاہور سے ڈی جی خان اور ملتان کی طرف جو موٹر وے جاوے گا اس کی قیمت 3000 کروڑ روپے ہے۔ جس ملک کے اندر پہلے ہی عام آدمی کا بال بال قرضے میں بندھا ہوا ہو، غیر ملکی سود میں بندھا ہوا ہو، یہ روپیہ وہ کہاں سے لائے گا؟ یہ سود وہ کہاں سے ادا کرے گا؟ اس کا کوئی خیال نہیں رکھا گیا کہ ہمارے پاس یہ بوجھ برداشت کرنے کی سکت اور استطاعت بھی ہے کہ نہیں اور جناب والا! اس ملک کا rural area 70 فیصد سے 80 فیصد ہے لیکن urban area کو بعض مراعات دینے کے لئے یہ شوق اختیار کیا گیا اور اس کے اندر جو toll tax ہے تین سو سے پانچ سو روپے فی کار ہے۔ ایک دفعہ ایک عام آدمی تو اس کے اندر داخل بھی نہیں ہو سکتا اور داخل ہو گیا تو نکل بھی نہیں سکتا۔ کہ آگے چل کر وہ اپنے دیہات کو روانہ ہو جائے۔ ارد گرد جو بعض موڑ ہیں ان پر five star four star ہوٹلوں کے لئے جگہیں بھی دی گئی ہیں۔ کوئی کموٹے غریب کے، چائے فروشوں کی دوکانوں کے جو ذریعہ روزگار بننے کے وسائل ہیں، ان کو تو آگے بڑھانے کا کوئی اہتمام نہیں ہے۔

جناب والا! جس قوم کی یہ حالت ہو اس قوم کے ساتھ موٹر وے جیسے منصوبے کا، جس کو روٹی نہ ملے اس کو کھانسی بنا کر دینے کا منصوبہ، کیا واقعی ایسا ہے کہ جس پر ہمارے دوست ناز کر رہے ہیں؟ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ اس قوم کے ساتھ کھلا مذاق ہے اور اس ملک کی اقتصادیات کے ساتھ سخت ناانصافی ہے۔

جناب والا! نواز شریف صاحب کے دور میں اقتصادی ترقی کا بڑا شور اٹھایا جا رہا ہے۔ اس ایوان میں بھی، تقریروں کے دوران اس کا بڑا چرچا ہوا۔ خالص ڈویژن میرے دوست سربراہ عزیز کے زیر نگیں تھا اور انکا کس ڈویژن پر وہ فیسر غور حید ایک زمانے میں کنٹرول کرتے تھے۔ وہ انہیں دونوں ڈویژنوں سے اعداد و شمار حاصل کر لیں۔ میں ان کی معلومات کے لئے عرض کرتا ہوں کہ جو نجی صاحب کے زمانے میں انفلیشن ریٹ 6.29 تھا۔ محترمہ بینظیر بھٹو کے زمانے میں 6.4 تھا۔ اور اقتصادیات کے ماہر جناب نواز شریف کے زمانے میں یہ 9.2 تھا۔ جناب والا! غیر ملکی سرمائے کو ترغیب دینے کے لئے ہمارے ہاں بڑی کانفرنسوں کے کرانے کا چرچا ہوا کہ غیر ملکوں میں بڑی کانفرنسیں ہوتی ہیں۔ کروڑوں روپے ان پر خرچ کیے گئے۔ لیکن ان کا نتیجہ کیا نکلا؟ صفر کے سوا آپ اس کی کوئی تعمیر نہیں کر سکتے۔ میکسٹل کے شعبے میں حال یہ ہے کہ آٹھ لاکھ سپنڈل اس

وقت بند پڑی ہیں اور یہ نوئل سپنڈل کا ایک تہائی حصہ نواز شریف کے زمانے میں بند رہا۔ ایکسپورٹس میں ہم مارگٹ سے 14 فیصد کم رہے ہیں۔ revenue receipts کے تخمینے میں 10 فیصد کمی رہی۔ بیرون ملک پاکستانی جو زرمبادلہ بھیجتے تھے اس میں 50 فیصد کمی رہی۔ مکی سینٹ، گوشت، دودھ، دہی اور اس طرح کی عام ضروریات زندگی کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں؟ آج غریب آدمی کے لئے جان و تن کا رشتہ برقرار رکھنا مشکل ہو رہا ہے۔ ایک غریب سرکاری ملازم اپنا چولہا نہیں جلا سکتا۔

جناب والا! یہ شاعری نہیں ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آج کتنے گھر ہیں اس وطن عزیز کے اندر کہ جن کے اندر چولہا جلتا ہے لیکن ان کے اوپر رکھی ہوئی دنگیوں میں گوشت اور سبزی نہیں ابلی جاتی۔ ان کے اندر ہتھ ابلے جاتے ہیں تاکہ بچوں کو سہارا دیا جاسکے اور وہ شعر حقیقت ہے کہ اس صورت حال پر صادق آتا ہے کہ۔

ہتھ ابلتی رہی ایک ماں تمام رات

اور بچے فریب کھا کے چٹائی پر سو گئے

یہ صورت حال ہے جس کے اندر اس بدترین اقتصادی نظام کو ہم پر مسلط کیا گیا کہ سرمایہ دار پہلے سے زیادہ سرمایہ دار ہو جائے۔ مراعات یافتہ طبقات اور زیادہ ملوں کے کارخانوں کے اور صنعتوں کے مالک بن جائیں اور غریب کا بیٹا جو ہے اس کی قیمت میں ایک ٹیکسی کا steering ہو اور اس پر بیٹھا ہوا وہ بڑے لوگوں کے لئے دروازہ کھولے۔ اور پھر ان کو آگے جا کر کسی جگہ منزل مقصود تک پہنچانے۔

جناب والا! حالت یہ ہے شعر مجھے پھر ایک یاد آ رہا ہے۔ شاید شاعری بعض اوقات حقیقت کی صحیح تصویر کشی کرتی ہے اس لئے وہ شعر بھی سننے کا حوصلہ میرے دوست پیدا کریں۔ اس وقت جو صورتحال ہے۔ امیر اور غریب طبقات میں وہ یہ ہے کہ غریب بے چارہ خودکشی کرتا ہے لائق کی وجہ سے اور امیر اگر کبھی مرتا بھی ہے خودکشی کرنے کا اسے خیال بھی آتا ہے تو وہ ہیرے سے خودکشی کرتا ہے۔ تو شاعر نے کہا کہ

غریب جہر تو لائق سے مرگیا

امیر جہر نے ہیرے سے خودکشی کر لی

یہ صورت حال ہے آج جس کا credit میرے دوست احباب اس ایوان میں لینے کی کوشش کر رہے ہیں

جناب والا! یہ اندرون ملک کی صورت حال ہے بیرون ملک خود مسلمان ملکوں میں ہمارے قریب ترین دوستوں میں ہماری پوزیشن یہ ہے کہ مراکو، الجزائر، تیونس، مصر اور خود سودی عرب ہمارے خلاف سراپا شکایت بنے ہوئے ہیں۔ یہ جو امریکہ ہم کو دہشت گرد قرار دینے کے لئے threat کر رہا ہے۔

جناب والا! اس میں خود ہمارے ان مسلمان بھائیوں کی شکایت شامل ہیں۔ ان مسلمان ملکوں کی شکایت شامل ہیں جن کی وجہ سے ہماری خارجہ پالیسی کی ناکامی امرمن الشمس ہے۔
اخونزادہ، بہرہ ور سعید، جناب یہ وقت کی جو قید تھی وہ صرف میرے لئے تھی۔
مولانا صاحب کو کھلی سمجھی ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں میرا خیال ہے وہ اب تقریباً "wind up" کرنے والے ہیں۔
کیوں مولانا صاحب کتنا وقت اور لیں گے؟

مولانا کوثر نیازی، میں جناب والا! پندرہ 'بیس منٹ'۔

جناب چیئرمین، کوشش کریں 'دس منٹ تک wind up' کرنے کی۔

مولانا کوثر نیازی، جناب wind up کرتے ہوئے تو تقریر میں کچھ وقت لگتا ہے۔
جناب والا! میں چلنیے دس منٹ میں انشاء اللہ ختم کر دوں گا۔

جناب والا! حالت یہ ہے کہ نواز شریف صاحب کے زمانے میں UNIDO کے M.D کا جو الیکشن ہوا ہے، جس میں اسی ایوان کے ایک قابل فخر فرزند اور اقتصادیات کے ماہر ڈاکٹر محبوب الحق کھڑے ہوئے تھے۔ اس کے لئے ووٹ دینے میں جو ملک شریک تھے سوتے۔ جن مسلمان ملکوں نے پاکستان کے خلاف ووٹ دیا تھا آپ کو حیرت ہوگی کہ ان میں ہمارے قریب ترین دوست کہ جن کی دوستی پاکستان کے لئے ہمیشہ سرمایہ فخر و صباحت رہی ہے۔ وہ بھی شامل تھے۔
جناب والا! سودی عرب نے بھی اوپر ایران نے بھی پاکستان کے خلاف ووٹ دیا اور یہ صورت حال جو ہے اس لئے پیدا ہوئی کہ ہماری خارجہ پالیسی کے اندر وہ سکت اور وہ جان نہیں ہے کہ جو دوستوں کو قریب لاسکے۔ اور انہوں نے ووٹ دینے کس کو ہمارے مطالبے میں کسی سپرپاور کو نہیں جناب والا "چھچھو کی میاں کو" "میکیکو" کو جو ہمارے مطالبے میں کھڑا تھا۔ اس کو ووٹ دینے پاکستان کو ووٹ نہیں دینے۔

جناب والا! میرے دوستوں نے بڑے شوق سے کہا ہے کہ صدر صاحب کے اس اقدام کے بعد نواز شریف بڑے مقبول ہو گئے۔ میں کہتا ہوں ان دوستوں کو کہ صدر صاحب کا خیر مقدم کرنا چاہیئے، ان کا شکر گزار ہونا چاہیئے کہ ان کے اس اقدام سے نواز شریف صاحب کی مقبولیت اس طرح بام فلک تک پہنچ گئی ہے۔ ہم تو یہی کہتے تھے صدر صاحب سے کہ جناب والا! آپ انہیں مقبول بنانے میں زیادہ دیر نہ کریں۔ انہوں نے خود دیر کر دی۔ ورنہ پاکستان کو ایک قائم عوام مل جاتے۔ اور جناب والا! یہ الفاظ ان کے لئے پٹوار کے طے میں سٹیج سیکرٹری نے خود استعمال کئے ہیں کہ اب قائد عوام جناب! میں نواز شریف آپ سے خطاب کریں گے۔ مگر جناب والا! میں عرض کروں گا کہ یہ مقبولیت یہ بلند ہے۔ پانی کا بلند ہے۔ یہ قیادت، یہ سعادت سب پیسے کا کھیل ہے۔ یہ میلے ٹھیلے جن کو آج جلسوں کے نام سے تعبیر کیا جا رہا ہے، ان کے پیچھے سرمایہ چل رہا ہے۔ اخبارات کو جناب والا! آج لاکھ لاکھ۔ دو دو لاکھ روپے کے اشتہارات روزانہ دیئے جا رہے ہیں۔ حکومت یہ اشتہار afford نہیں کرتی۔ مگر اخباروں کے اشتہاری صفحے آج ان اشتہارات سے مزین ہوتے ہیں۔ مگر جب نواز شریف صاحب حکومت میں تھے، تب بھی ان کا یہی معاملہ تھا۔ اسی طرح روپے۔ پیسے سے وہ جیسے جلوس آراستہ کرتے تھے۔ میں ایک مثال آپ کو دوں گا اور ایک خبر پیش کروں گا اور یہ خبر کسی اور کی نہیں ہے نوائے وقت کی ہے، بات وہ ہے جو pioneer میں چھپے، نوائے وقت نے یہ خبر دی تھی، اور اسے این این آئی نے پیش کیا ہے، جو میرے عزیز حافظ عبدالحق کی ایجنسی ہے، تو مستند ہے ان کا فرمایا ہوا، یہ جناب والا خبر ہے 14 جون 1993ء کی نوائے وقت میں لگی ہوئی ہے، اس سے اس مقبولیت کا آپ کو اندازہ ہوگا جو ان جیسے جلوسوں کی رو سے ہے، نواز شریف کو حاصل ہے، یہ اخبار لکھتا ہے کہ "جوہر آباد (مداخلت) وزیر اعظم نواز شریف کے دورہ شاہ پور کے سلسلے میں ڈپٹی کمشنر خوشاب نے ضلع کونسل سے مزید ایک لاکھ بیس ہزار روپے طلب کئے ہیں، وزیر اعظم 20 نومبر کو ایک روزہ دورے پر شاہ پور آئے تھے، اور اس دورے کے اخراجات کے لئے ضلع کونسل نے ڈپٹی کمشنر کو چھ لاکھ روپے ادا کئے جبکہ ضلع کونسل نے اپنے طور پر بھی ایک لاکھ بیسٹھ ہزار نو سو روپے خرچ کئے تھے، ڈپٹی کمشنر نے ایک لاکھ پالیس ہزار روپے کے جو مزید فنڈز طلب کئے ہیں ان کے اخراجات کی تفصیلات کے مطابق ستاسی ہزار چھ سو روپے طے کے لئے شرکا کو لالچنے کا کرایہ ٹرانسپورٹ اڑتالیس ہزار روپے، اسٹیج کی تیاری، دس ہزار روپے، نعرے لگوانے کے لئے مولوی ٹپیل اور پانچ

ہزار روپے نفم گو جان محمد کو ادا کیے گئے ہیں۔ ضلع کونسل نے چھ لاکھ کی جو رقم دہنی کسٹمر کو ادا کی تھی اس کی تفصیلات ابھی تک ضلع کونسل کو فراہم نہیں کی گئیں۔

جناب چیئرمین، جی جناب راجہ محمد افضل صاحب۔

راجہ محمد افضل خان، یہ اخبار پڑھ رہے ہیں 14 جون 1993 انہوں نے فرمایا ہے 14 جون 1993 تو ابھی آیا ہی نہیں۔

مولانا کوثر نیازی، ناں ناں 93 نہیں 92 'sorry' 14 جون 1992۔

راجہ محمد افضل خان، ۹۳، پڑھا مجھے تو یہ نہیں پڑا ۱۳ جون ۱۹۹۳، پڑھا تھا۔

مولانا کوثر نیازی، 14 جون 1992 میں شکر گزار ہوں اپنے عزیز کا انہوں نے تصحیح کردی 14 جون 1992۔

راجہ محمد افضل خان، اللہ نہ کرے۔

مولانا کوثر نیازی، تو جناب والا! میں یہ عرض کروں گا اس مقبولیت کے دعووں پر کہ روپے پیسے کے بل پر لیڈر نہیں بنا کرتے، بل نہیں خریدتے لیڈر، دل خریدتے ہیں اور شاعر نے جو کہا ہے میں ان دوستوں کی خدمت میں عرض کروں گا،

زباں تو منہ میں ہے غنچوں کے بھی یہ کیا لازم

کہ جس کے منہ میں زباں ہو سخی وری جانے

جناب والا! میں تحریک استحقاق کے موضوع پر زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا۔ وہ مسئلہ آج سپریم کورٹ کے زیر غور ہے۔ عدالت قانون کے مطابق فیصلہ کرے گی اور اگر عدالت نے صدر صاحب کے اقدام کو آئینی قرار دے دیا تو پھر معاملہ عوام کی عدالت میں جانے گا۔ انتخابات ہوں گے اور ہم انتخابات میں کتنے serious ہیں آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وزیر اعظم بگ شیر مزاری نے اپنی انتخابی campaign کا آغاز کر دیا ہے اور آج میں نے ٹی وی کو یہ آرڈرز دیئے ہیں کہ وہ اب روزانہ الیکشن کا count down پیش کریں کہ کتنے دن الیکشن میں باقی رہ گئے ہیں۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ حکومت واقعی الیکشن کرانے میں serious ہے اور جناب والا! اسمبلی برخواست ہوئی ہے جس پر تحریک استحقاق پیش کی گئی، اس اسمبلی میں جناب نواز شریف

کتنی دھم گئے۔ ٹوٹل سارے اجلاسوں میں بارہ تیرہ مرتبہ سے زیادہ شریک نہیں ہوئے۔ وہ بھی روٹائی کی خاطر، تین دفعہ دو دفعہ سینیٹ کے اجلاس میں آئے اور جس پارلیمانی نظام کا وہ چرچا کر رہے ہیں، اس میں پنڈت نہرو بیٹھا کرتے تھے، اس کے اندر انداز گاندھی ہی بیٹھا کرتی تھی، محترمہ بینظیر بھٹو بیٹھتی تھی، ان کے والد گرامی ذوالفقار علی بھٹو بیٹھتے تھے، اور جناب والا! پارلیمانی نظام میں تو وزیراعظم سوالوں کے جواب دیتا ہے، انہوں نے کبھی پارلیان میں آنے کی زحمت گوارا نہیں کی، کینیٹ سے چلایا جاتا ہے۔ جناب پارلیمانی نظام اور کینیٹ کا حال یہ ہے کہ اس میں کبھی کوئی بڑا مسئلہ پیش نہیں کیا انہوں نے کہ جس پر گفتگو ہو discussion ہو اور فیصلے کیئے جائیں، انہوں نے فیصلے خود کیئے، اور اس کے بعد announce کر دیئے اور اسمبلی کا عالم یہ تھا جناب والا! یہ کتنے صاحب الرائے لوگوں پر مشتمل تھی کہ اس اسمبلی کے تمام ممبران نے جو ان کے حامی تھے نواز شریف صاحب کو یہ حق دیا کہ وہ آٹھویں ترمیم پر جو فیصلہ چاہیں کر لیں یعنی ان کی کوئی رائے ہی نہ تھی، ایک آدمی کے سپرد کر دیا کہ اتنے اہم مسئلے پر وہ اس کی رائے کے تابع ہیں، کیا یہ اہل الرائے افراد کا کام ہوتا ہے، اور جناب والا! انہوں نے ان کے سپرد کر دیا کہ وہ جس کو چاہیں اپنا صدارتی امیدوار نامزد کر دیں۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ صدر اسحاق کے پاس گئے، ان کی خواہش کے بغیر ان کو صدارتی امیدوار قرار دے دیا اور انہوں نے جواب میں ہاں یا نہ بھی نہیں کی، یہ الگ بات ہے۔ لیکن اس اسمبلی کی اہلیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ کتنے صاحب الرائے افراد پر مشتمل ہے کہ جو آٹھویں ترمیم پر بھی کوئی رائے نہیں رکھتی، کوئی opinion نہیں رکھتی۔

جناب والا! اب میں گفتگو کے آخری حصے پر آ رہا ہوں۔ ایک آدھ منٹ میں اپنی بات ختم کروں گا، سوال یہ ہے کہ یہ مسئلہ کہ جو آج اس ایوان میں زیر بحث ہے۔ یہ اسحاق خان اور نواز شریف کے درمیان نہیں ہے جناب والا۔ قوم کا اس پر اجماع ہے، تمام مذہبی اور سیاسی جماعتیں اس پر متفق ہیں کہ اس حکومت کو جانا چاہیے تھا، سوائے جماعت اسلامی کے جو غود زخم خوردہ ہے نواز شریف سے وہ alliance نہیں کرے گی۔ صرف اسے این پی اور مسلم لیگ کا ایک faction وہ ایک طرف ہے اور پوری قوم، اس کی دینی اور سیاسی جماعتیں، اس کے تمام مکاتب فکر، مذہبی مکاتب فکر سب ایک طرف ہیں۔ فیصلہ تو عوام نے کر دیا ہے اور جناب والا! یہ صورتحال اس لئے پیدا ہوئی ہے کہ ان لوگوں کے نزدیک، قوم کے نزدیک اس حکومت نے قومی جرائم

کے ہیں، اور قومی جرائم جو حکومت کرتی ہے اس کا احتساب قیامت کے دن تو ہوتا ہی ہے، دنیا میں بھی ہو جاتا ہے، وہ جو شاعر نے کہا ویسے کہہ کے اپنی تقریر ختم کروں گا، کہ
عدل و انصاف قیامت پہ نہیں ہے موقوف
زندگی خود بھی گناہوں کی سزا دیتی ہے

جناب چیئرمین، پہلے محمد علی خان صاحب، باری باری سب کو دیں گے۔ محمد علی خان صاحب کا نام آیا تھا تو ابدا میرا خیال ہے کہ ان کو پہلے دیں، ٹھیک ہے آج وقت ہے سب کو دیں گے۔ we have plenty of time today۔ جی محمد علی خان صاحب۔

Mr. Muhammad Ali Khan: Mr. Chairman Sir, It has just been stated that during my speech in the Senate I referred to Mohtarama's slogan of "Go Baba Go". Sir, without any fear of contradiction whatsoever I can say this much that I never said these words A copy of my speech should be given to Maulana Sahib so that light may dawn on him. Furthermore, he also stated that I have dubbed a number of people as traitors. Sir, upto this very day I have never dubbed anyone as a traitor. Whenever I oppose anybody, I never on no account whatsoever, try to attack the persons of my political adversaries. I oppose their manifestoes, their programmes and their policies. So, this shows the gentleman's ignorance, and about such people it has been stated in the Holy Quran

اذا خاطبکم الجاهلون قالوا سلما

So, I salute the Maulana.

جناب چیئرمین، سرتاج عزیز صاحب۔

جناب سرتاج عزیز، میں پہلا نکتہ۔۔۔۔۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب چیئرمین، جتوئی صاحب بلینز جی

جناب اعجاز علی خان جتوئی، یہاں ہاؤس میں Privilege Motion بھی آتے رہے ہیں Adjournment Motions بھی آتے رہے ہیں discussions بھی ہوتی ہیں wind up of speeches بھی ہوتی ہیں، تو اب ذرا مہربانی فرما کر اگر آپ ---

جناب چیئرمین، دیکھیں ناں یہ۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی، یہ ذرا rule quote کریں کہ کون سی۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین، میں آپ کو رول بھی کوٹ کرتا ہوں، ---

جناب اعجاز علی خان جتوئی، نہیں، میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ذرا میری بات سن لیں پوری، ہمیں بھی موقع دیا جانے کہ کل پھر ہم بھی وائٹ اپ speech کے بعد کھڑے ہو کر اپنے اپنے پھر دوبارہ خیالات پیش کریں۔

جناب چیئرمین، یہ نہیں، نہیں دو پار، دیکھیں ناں اسے این پی کا ذکر آیا۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی، جناب چیئرمین! میں پوری گورنمنٹ کی treasury benches کی نائننگ نہیں کر رہا ہوں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں روٹنگ کہ آپ کون سے رول کے تحت ممبرز کو allow کر رہے ہیں، باقی یہ نیا پروسیجر جو آرہا ہے، وہ سمجھ سکیں ناں

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے میں روٹنگ اس پہ دے دوں گا، فی الحال آپ نے اس کو مکمل نہیں کرنے دینا۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی، نہیں نہیں، میں سننا چاہتا ہوں روٹنگ آپ کی صرف۔

جناب چیئرمین، اچھا میں بعد میں دوں گا 'I reserve my ruling on this point' جی۔

جناب سرتاج عزیز صاحب، مختصراً "Some points were raised which pertained to you."

جناب سرتاج عزیز، انہوں نے جو ایک بنیادی نکتہ اٹھایا ہے وہ یہ ہے کہ مولانا صاحب نے جو تقریر صدر صاحب نے ۲۲ دسمبر کو کی اس کا مسودہ یا ٹیکسٹ جو ہے وہ گورنمنٹ کی طرف سے گیا تھا، میرے خیال میں غلط ہے۔

جناب چیئرمین، So, these require explanation، کیونکہ ایک چیز آئی ہے تو

So, let him explain

جناب سرتاج عزیز، اور یہ ایک بہت۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین، آپ کے بارے میں تو کوئی بات ہی نہیں کی۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی، انہیں نہیں میرے بارے میں بات نہیں ہے generally جو باتیں کی گئیں ہیں ہم ان پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین، اچھا، اوکے اوکے۔

جناب سرتاج عزیز، یہ نکتہ ویسے بھی بہت اہم ہے کیونکہ اس پر بحث کئی دفعہ ہو

چکی ہے کہ جو تقریر جوائنٹ سیشن آف پارلیمنٹ کو ہوتی ہے آیا وہ انکیڈنٹ کی طرح speech from

throne ہے، یعنی گورنمنٹ اس کا ٹیکسٹ دیتی ہے اور وہ اس کو پڑھ دیتے ہیں یا ان کی اپنی

بھی کوئی صوابدید ہے کہ اس میں جو رائے استعمال کرنا چاہیں۔ اس پر آپ کو یاد ہو گا کہ ضیاء

الحق صاحب نے اپنی دوسری تقریر میں وضاحت کی تھی کہ میں کسی کبھی ہونی تقریر سے اگر اتفاق

کروں گا تو پڑھوں گا کیونکہ میں بھی پارلیمنٹ کا حصہ ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔ وہی تھنڈ میرے خیال

میں صدر اسحاق نے جاری رکھی۔ دونوں سالوں 1991 اور 1992 میں گورنمنٹ کی طرف سے جو مواد

گیا اور اس کے کچھ اقتباس انہوں نے پیش کئے ہیں، میرے اندازے کے مطابق میرے پاس اس

وقت دونوں ٹیکسٹ نہیں ہیں، انہوں نے پچاس فیصدی سے کم استعمال کیا، یعنی جس چیز سے

انہیں اتفاق تھا more than fifty percent of the speech was added or changed at the

President's own discretion تو یہ کہنا کہ وہ صرف حکومت کے نقطہ نظر کو reflect کر رہے

تھے، ان کی اپنی assessment یا اس میں اس کا اپنا مواد نہیں تھا یہ صحیح نہیں ہے۔ میں کہیں

تو ریکارڈ پر دونوں چیزیں لاسکتا ہوں۔

دوسرا نکتہ جس کی وضاحت ضروری ہے۔ انہوں نے میرے ایک آرٹیکل کا حوالہ دیا جو

انہوں نے ترمیم پر میں نے اخباروں میں بھاپا تھا۔ دس اور آرٹیکلز کے ساتھ ایک مجموعے پر

different views on 8th amendment میں نے طالع کیا تھا۔

Malik Muhammad Qasim: Sir, this is not.....

جناب چیئرمین، دیکھیں point of personal explanation پر required ہے۔ اسے

این پی کو بھی allow کروں گا۔ ان کے بارے میں آیا تھا، انہوں نے تقریر دیکھ لی ہے۔

ملک محمد قاسم، مسلم لیگ کو بھی آپ allow کریں گے جناب۔

جناب چیئرمین، مسلم لیگ پر کیا حرف آیا ہے، محمد علی خان صاحب کو اسی لئے دیا

گیا ہے۔ I allowed Muhammad Ali Khan on that question۔ جناب سمرتاج عزیز صاحب۔

جناب سمرتاج عزیز، تو اس سلسلے میں مولانا صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اگر

چاہیں تو panel discussion کریں جو views میں نے express کئے ہیں اس آرٹیکل میں وہ اب

بھی صحیح ہیں اور اس کے بارے میں ضرورت تھی ملک میں بحث مباحثہ کی۔

تیسرا نکتہ جس کا انہوں نے میری طرف حوالہ دیا کہ ہم نے بنکوں وغیرہ میں سہارشی

بھرتی کئے اور باقیوں کو ٹیکسی ڈرائیور بننے پر مجبور کیا، ہم نے کوئی پلیس منٹ بیورو نہیں بنایا، میں

دعوے سے کہتا ہوں کہ بنکوں میں ایک افسر بھی ان ڈھائی سالوں میں بھرتی نہیں کیا گیا، ہم

نے کمیشن بنا۔ کے competitive examination ذریعے بنکوں میں بھرتی کی، جس میں غریب اور

امیر سب شامل تھے اور آخر میں یہ کہوں گا کہ انہوں نے شعروں کے ذریعے تصویر کشی کم کی ہے،

تصویر کشی زیادہ کی ہے۔

جناب چیئرمین، شکریہ جی۔ اسے این پی کی جانب سے کون بولے گا۔ ایک منٹ۔

ایک منٹ۔ اسے این پی کو میں موقع دے لوں پھر ان کو سن لیتے ہیں۔

ملک محمد قاسم، حقیقت میں اسے این پی کی وجہ سے ہی میں صرف ایک جملہ کہتا

چاہتا ہوں۔ میں کوئی تقریر نہیں کرنا چاہتا۔ یہ مولانا نے جو Facts and Facts کی بات کی ہے،

میں صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں I am not contradicting anybody, or for that matter

supporting anybody کہ قائد اعظم کی بات ہوئی ہے کہ ان کی وفات کے اوپر ان کے سب

سے بڑے دشمنوں نے جو کہ کانگریس تھی 'and I am talking about Indian Congress' انہوں

نے یہ کہا تھا کہ

He was a man who was the leader, who was un-purchasable and if he had one

Jinnah and the Mulim League 100 Gandhis Pakistan would not have been formed.

جناب چیئرمین، اے این پی کی جانب سے کون بولے گا۔ آپ بولیں گے کہ آپ

I will allow only one person from ANP, we نہیں نہیں۔ can't have a debate all over again آپ آہیں میں فیصلہ کر لیں کہ کون بولے گا۔

جناب بشیر احمد مٹا، جناب والا! میں مختصر بات کروں گا۔ اس وقت ہمارے سامنے 'already ایک بہت گھمبیر اور سنگین مسئلہ ہے۔ ایک ایسی dissolve ہو چکی ہے، جمہوریت کی کشتی اب ڈھکا رہی ہے اس ملک میں۔ ہم اس پارلیمنٹ میں بیٹھے ہیں اس غرض سے کہ کس طرح جمہوریت کو اس راستے پر ڈالیں کہ ملک اور قوم کا بھلا ہو اور جو اس پر وار ہو چکا ہے اس کا ہمارک کیسے کیا جائے۔ ایک مرتبہ یہ ہے ملک کے سامنے۔

Mr. Chairman: Before you go, I just want to read out to Senator Aijaz Jatoi Rule 205 "A Member may, with the permission of the Chairman, make a personal explanation arising out of the something said, discussed or imputed to him in the House although there is no question before the Senate but no debate shall be allowed".

Mr. Bashir Ahmed Matta: So, Sir, there was a privilege motion before the House.

جناب چیئرمین، سر مال آپ نے رولنگ پائی تھی ناں۔
جناب اعجاز علی خان جتوئی، دیکھیں میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں پر ویلج موشن
ہے۔۔۔ if you have allowed the movers....

Mr. Chairman: No, I am not allowing the movers, I am allowing personal explanation

جن پر وہ بات آئی ہے۔
جناب اعجاز علی خان جتوئی، سر اگر موورز کو allow کیا۔ جانے تو یہ ایک

precedent بنتا ہے ہاؤس میں۔

Mr. Chairman: I am allowing a personal explanation to persons to whom something was said.

اب اے این پی کا ذکر آیا تھا تو اس کو کہا ہے

جناب اعجاز علی خان جتوئی، میں اس کو چیلنج نہیں کرتا ہوں کہ آپ کی رونگ آگئی ہے لیکن پھر اگر یہ کرنا ہے تو اکی مرتبہ procedure میں ہیج کرادیں۔

جناب چیئرمین، اکی مرتبہ جب آنے گی تو دیکھا جائے گا۔ جی جناب منہ صاحب۔

Mr. Bashir Ahmed Matta: So, Sir, a very serious motion was before the House and I think it was intention of the debate in the Senate that a constructive approach should be adopted towards the issue. Having such one grave issue before us, when the Maulana rose for speech, we all expected that he will say something which will heal the wounds of the nation. But not being an elected member, owing his existence in the Senate to the courtesy of the President, he did not defend the decision of the President, he did not defend the decision of the dissolution of the Assembly, he went into political assessment and political invective against established leaders of this country and he chose to speak against leaders whom he should not have mentioned in his speech because he is not an elected representative in this House. I would say that people like him, in the past, contributed the division of the country. They have been refused hated into the body politics of this nation and I think the best we can do.....

جناب چیئرمین، لیکن آپ اس پوائنٹ کو deal کریں جو آپ سے متعلق ہے۔

Mr. Bashir Ahmed Matta: What I say is that he need not, with all his wisdom and background in poetry, which he came to recite in this august House, this is not a "Mushaira", this is a Senate and we are great people and

sober people. You must address ourselves to the great problems of the country with a circumspection and comprehension which is deserving of this House. It is not "Mushaira", where "Shama Dan" is taken before different people, and they recite poetry. So, here he has said something which has done a grave dis-service to the cause of this country and I want to register my protest and for the rest of it, if he wants to hold a debate in any language, I am there to hold a debate, whether on his own media or in public place or in any public place where poor people live, where he claims that he had seen people who don't have anything to cook. Does he move in that society?

جناب چیئرمین، نہیں آپ اپنے بارے میں بات کریں، جو اے این پی کے بارے میں بات آئی ہے... You don't go in to those... آپ اپنے بارے میں بات کریں۔ اے این پی کے بارے میں جو بات آئی ہے۔

Mr. Bashir Ahmed Matta: All right, I say that I want to protest against his remarks against my leader. My leader has always stood for constructive politics in this country and with this reservation, Sir, that we say, that in this country, we people of different backgrounds, have come in one country and it is our inherent right as human beings that we will preserve our cultures, we will not run away from our identities like some Maulanas who say that they are ashamed of being Pakhtoons, we will preserve our identities and we will live in this country with accommodation happily and respecting each other and the views of each other. That's all, I want to say.

جناب چیئرمین، شکریہ جی۔ آپ کے بارے میں کوئی بات نہیں ہوئی، وہ تقریر تو یہاں نہیں ہو رہی ناں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، جی جناب مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! رول 206(3) کے تحت

A member who has made a motion may speak by way of reply and if the motion is by the private member, the Minister concerned may speak after the mover has replied.

یہ جناب والا! میرا حق ہے۔

Mr. Chairman: This does not apply to privilege motion.

Mr. Abdur Rahim Khan: It relates to every motion.

Mr. Chairman: It does not.

نہیں نہیں اب یہ مکمل ہو گیا ہے۔ یہ 206 پریویج موشن پر apply نہیں کرتا۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! کسی بھی debate سے، کسی موشن پر آپ ذرا چیک تو کر لیں ناں۔

جناب چیئرمین، یہ کسی بھی طور پر پریویج موشن پر apply نہیں کرتا، میں آپ کو بتاتا ہوں کہ پریویج موشن پر کیا apply کرتا ہے۔ پریویج موشن کا اپنا چیپٹر ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب آپ چیپٹر دکھیں، ہیڈنگ دکھیں۔

جناب چیئرمین، یہ جو پریویج ہے مندوخیل صاحب، یہ چیپٹر 8 ہے اور رول 60 سے لے کر 72 تک اس کو apply کرتا ہے۔ رول 206 اس پر apply نہیں کرتا۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! آپ 201 دیکھ لیں debate کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور یہ اسی سے متعلق ہے۔۔۔

جناب چیئرمین، نہیں نہیں جی پریویج موشن کا اپنا ایک علیحدہ پروسیجر ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! یہ اسی ایک ہیڈنگ میں ہے۔ بڑے ادب سے میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ دکھیں۔

A member desiring to speak on any matter before the Senate or he raises a point of order or privilege, shall speak only when called upon by the Chairman to do so.

یہی جناب والا! جاری ہے اور پھر اس میں پڑھ لیں یعنی آپ ایسے ہی with due respect لگے ہوئے ہیں رد کرنے کے لئے other wise the same reading ہے۔

جناب چیئرمین، یہ دیکھیں ناں میری بات سن لیں۔ 201 جو رول ہے اسی کا حصہ 206 ہے۔ 201 کے اوپر آپ دیکھ لیں debate لکھا ہوا ہے۔ جو سینٹ میں debate ہوتا ہے تو debate کے لئے رولز ہیں۔ یہ privilege motion پر debate نہیں ہوتا۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل، یہ privilege motion پر debate ہے یہ الفاظ

ہیں جناب والا۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین، privilege motion، debate، privilege motion پر نہیں ہوتا۔ جو privilege motion ہوتا ہے اس کے اپنے رول ہیں۔ اس میں دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ ابتدائی طور پر کہ یہ admissible ہے کہ نہیں؟ اس پر میں بحث سن رہا تھا۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل، بہر صورت جناب والا! آپ اس پر زیادہ توجہ کریں تو مجھے یقین ہے۔

جناب چیئرمین، جناب راجہ افضل خان

راجہ محمد افضل خان، شکریہ جناب۔ مجھے جناب ایک گزارش کرنی ہے Facts are Facts سے کچھ اقتباسات پیش کئے مولانا نیازی صاحب نے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ قائمہ اعظم کے متعلق نہیں۔ اور ان کو اس ایوان کی کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔ جناب چیئرمین، وہ تو public record ہے۔

راجہ محمد افضل خان، record پر نہیں آنا چاہیے۔ کم از کم اس مقتدر ایوان کے

record پر۔

جناب چیئرمین، وہ تو ایک کتاب ہے۔

راجہ محمد افضل خان، جناب وہ کتاب ہے۔ لیکن وہ کسی حوالے سے ہے۔ تو کم

از کم ہمارے جو بانی ہیں۔

جناب چیئرمین، میرے خیال میں یہ ایک public record ہے۔ کتاب بھی ہونی ہے۔ لائبریری میں موجود ہے۔ یہ تو کوئی ہماری طرف سے نہیں آ رہی ہے۔

راجہ محمد افضل خان، اس طرح سے کل پندرہ اخباروں میں آنے لگا۔ اور یہ فضاء ایسی بنے گی کہ اگر آپ ان ریکارڈس کو ختم (expunge) کر دیں تو یہ آپ کا اس قوم پر احسان ہو گا۔ جناب چیئرمین، وزیر قانون صاحب آپ کا کیا خیال ہے۔

جناب اقبال احمد خان، جو available ہو اس کو کیسے کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین، جی جناب حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد، جناب چیئرمین صاحب مولانا صاحب نے بعد کہا تھا کہ نواز شریف صاحب کو اب صدر مملکت میں کیڑے ہی کیڑے نظر آ رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ غیر پارلیمانی لفظ ہے۔

جناب چیئرمین : برہما مال This concludes the debates on the privilege motion, the ruling is reserved.

سید فزمل شاہ، وہ موشن کی بات بد میں کروں گا۔

جناب چیئرمین، راجہ محمد افضل صاحب پہلے کچھ کہا چاہتے ہیں راجہ محمد افضل صاحب کی بات ختم نہیں ہوئی۔ جی جناب راجہ افضل صاحب۔

راجہ محمد افضل خان، جناب دوسری بات جو مولانا نے یہاں کی وہ ڈرافٹ (گورنمنٹ

کی طرف سے) معلوم نہیں وہ صحیح تھا یا نہ تھا۔ برہما مال It is a secret document جو ان کو

یہاں نہیں لانا چاہیے تھا۔ اور پھر اس میں کہا کہ میں اس کے مطابق کہہ رہا ہوں۔ یہ بات ہرگز

غلط ہے۔ 1990 کا خطاب جو کیا تھا اسی صدر مملکت نے تو وہ تمام کا تمام مستند قومی تنظیم پارٹی

کی حکومت پر اور تمام لوگوں نے (میتے یہ ساقی ہمارے بیٹھے ہیں اس طرف) سب نے یہ کہا تھا

کہ یہ ہمارا ہرگز ڈرافٹ نہیں تھا۔ یہ انہوں نے اپنی طرف سے ہم پر لاگو کیا۔ آج مولانا معلوم

نہیں کس انداز سے کہہ گئے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو ڈرافٹ اٹھا کر لائے ہیں یہ بھی

انہوں نے misconduct کیا ہے۔ یہ secret document کو لا کر یہاں نہیں پڑھنا چاہیے تھا۔

جناب چیئرمین، وضاحت آپ اس چیز کی کریں جو آپ کے متعلق ہے۔

راجہ محمد افضل خان، میرے متعلق جو کہی ہے۔ میں وہ بھی عرض کرتا ہوں۔ انہوں نے یہ کہا جو یہاں لحاظ استعمال کئے clean chit کے متعلق یہ میں نے اپنی تقریر میں ضرور کہا تھا۔ لیکن یہ میں نے نہیں کہا تھا کہ ان کو کوئی اختیار ہے۔ کسی حکومت کو چٹ دینے کا انہوں نے ایسے کہا کہ جیسے یہ اختیار صدر مملکت کے پاس موجود ہے۔ میں نے تقریر میں ضرور clean chit کا کہا تھا۔ لیکن وہ اور انداز میں کہا تھا۔ یہ اختیار ان کے پاس ہرگز نہیں ہے۔ یہ میں ریکارڈ کو درست کرنے کے لئے عرض کروں گا اور بات جو انہوں نے کی ہے وہ یہ ہے کہ پہلے ان کے صدر مملکت کے متعلق اور views تھے آج اور views ہیں۔ تو میں ان سے گزارش یہ کروں گا ان کے جو views ہیں وہ سب مولانا موافق دودی صاحب سے متعلق اور تھے۔ پھر بمبھو صاحب سے وفا اور تھی اور پھر ان کو پھانسی تک پہنچانے میں ان کا کردار بھی قوم کے سامنے ہے۔

جناب چیئرمین، جناب مرزا شاہ صاحب

سید مرزا شاہ، جناب میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں ہر سینیٹ میں جو بحث ہو رہی ہے وہ استحقاق موٹن پر آتی ہے اب اس کو یڈر آف دی ہاؤس وائٹ اپ کر سکتا ہے۔ جہاں تک مولانا صاحب کی تقریر کا تعلق ہے۔ اگر آپ اس کو wind up سمجھتے ہیں تو میں اسے یہ سمجھتا ہوں وہ تو ایک پروفیشنل تقریر ہے۔ اس لئے کہ وہ تو اس ہاؤس کے ممبر نہیں ہیں۔ اس لئے میری آپ سے درخواست ہے کہ وہ آخری تقریر نہیں ہو سکتی۔ اگر اس کو طارق چوہدری کرتا تو وہ آخری تقریر سمجھتے۔ ان کی تقریر آخری تقریر نہیں ہو سکتی اس لئے کہ بحیثیت وزیر وہ کسی مالیاتی بل پر قانونی بل پر بات کر سکتے ہیں یہ ہاؤس کا مسند ہے یہاں ہر Leader of the House جو ہے وہ اس کو close کر سکتا ہے۔ وہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے جناب میں آپ سے یہ عرض کروں گا اس معاملے پر اگر کوئی ممبر بولنا چاہتا ہے وقت آپ کے پاس ہے جناب۔ اگر آپ پانچ منٹ اور دے دیں کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، ابھی دو معاملے آپ کے اور پڑے ہوئے ہیں ایک آپ کا Call

attention Notice بھی آ رہا ہے۔ جی جناب مندوخل صاحب۔

Mr. Abdul Rahim Khan Mandokhel: Except for matters, for which special provisions are made in these rules, the general rules contained in the chapter shall apply to all matters, and in so far as any provision in the special rules relating to a matter is inconsistent.

جناب چیئرمین، شکریہ آپ کا جو بات کہہ رہا تھا۔ اس کی تائید میں پڑھ دی ہے۔
جناب عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! with due respect آپ ذرا نظر ڈالیں۔

جناب چیئرمین، جو بات میں کہہ رہا تھا وہی لکھی ہوئی ہے۔ Except for matters, - یعنی ان معاملات پر یہاں special provision بنائی گئی ہے۔ مثلاً Privilege Motion پر Special provision اور adjournment Motion پر special provision ہیں۔ ان پر general rule apply نہیں کرتے۔ اس کو special rules ہی apply کریں گے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل، لیکن اگر انہوں نے یہاں General Rule میں دیا ہے۔ اور special rules میں نہیں ہے۔ اگر special rules میں ان پر کوئی بات نہیں ہو رہی تو پھر؟

جناب چیئرمین، تو پھر اس کا استنادہ کر سکتے ہیں۔ لیکن وہاں special rules میں دیا ہوا ہے سارا procedure۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل، اسمبلی رولز میں یہ پابندی نہیں ہے۔ یہاں واضح الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ جناب والا! 206, clause-3 میں پھر یہ ملا کر جواب دیکھیں گے۔ 105, 201, 206 آپ ملا کر جب جناب والا! دیکھیں گے۔ پہلا یہ ہے۔ General اور Particular کا۔ پھر جناب والا! 201 جب آپ دیکھیں گے تو اس میں واضح الفاظ میں جناب والا!

A member desiring to speak on any matter before the Senate or to raise the Point of Order on Privilege shall speak only, when called upon by the Chairman to do

Mr. Abdul Rahim Khan Mandokhel: Except for matters, 100

اب جو ہے 2063 جناب والا۔
which special provisions are made in these rules, the general rules contained in
A member who has made a motion may speak by way of reply. And if the motion
has been made by private member, the Minister concerned may speak after the
mover.

یہ جناب لا کر جب ہم پڑھیں گے۔ Privilege Motion۔ right of reply ہے جناب والا!
جناب چیئرمین، جس طرح میں نے آپ کو عرض کیا۔ یہ جو ہوتے ہیں ناں
Privilege Motion اور Adjournment Motion ان کے اپنے روز ہیں۔ اس میں ہم right of
reply نہیں دیتے۔ اور اس پر نہیں چلتے۔ Privilege Motion پر normally کیا ہوتا ہے۔
normally یہ ہوتا ہے کہ جو ممبر move کرتا ہے۔ اس کی بات سن لیتے ہیں۔ Minister کی بات
سن لیتے ہیں۔ اور ختم کر دیتے ہیں۔ یہ جو procedure adopt کیا گیا تھا یہ by consensus
تھا۔ کہ اس اہم مسئلے کو discuss کرنے کے لئے کیا procedure adopt کیا جائے؟

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! اس پر سیشن روز ہوتے right of
reply پر پابندی ہے۔ تو بات ہوتی۔ سیشن روز کے لئے نہیں ہے۔ تو general rules لاگو
ہوتے ہیں۔

Mr. Chairman: Any thing else you want to say?

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل، بس یہی ہے۔ ذرا موقع ملتا تو میں اور بھی
آپ کی مدد کرتا۔

جناب چیئرمین، چلو کسی اور وقت میں اس کو دیکھ لیں گے۔
جناب عبدالرحیم خان مندوخیل، لیکن پھر جب جواب چلا جائے اصل موقع تو یہ
ہے۔

جناب چیئرمین، یہ جو بات آپ نے کی ہے۔ یہ جیسا میں نے عرض کیا یہ وہاں
apply کرتی ہے۔ جہاں پر debate ہو۔ On a motion other than privilege motion.

adjournment motion جس کے سپیشل روز ہیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! اس پوائنٹ آف آرڈر پر عرض کروں گا۔ مولانا کوثر نیازی صاحب نے فرمایا کہ صدر صاحب نے ان کی تعریف نہیں کی ہے۔ بلکہ ان کا بیان تھا۔ میں اتنا کون گا۔ کہ کوئی بھی صدر صاحب نکالے کہ انہوں نے کوئی بل واپس گورنمنٹ کے پاس بھیجے ہوں، اگر صدر صاحب کو یہ باتیں منظور نہ تھیں تو صدر صاحب آرٹیکل ۵۵ کے تحت کوئی بل جو ان کے پاس آتا۔ جو ان کو پسند نہ ہوتا تو اس پر اپنی recommendations بھیج سکتے تھے اور Joint Sitting میں وہ بات آجاتی۔

جناب چیئرمین، اچھا۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل، صدر صاحب نے تمام اس عمل میں کبھی بھی کوئی چیز ناپسند نہیں کی، اگر ناپسند ہوتی تو یہ King's speech جس کو کہتے ہیں اس King's speech سے پہلے یہ بات کہہ دیتے جو ابھی وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کی جو پالیسی ہے مجھے پسند نہیں ہے یہ صدر صاحب پہلے کہہ سکتے تھے۔

جناب چیئرمین، جناب فتح محمد خان۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید، جناب میری باری تھی۔

جناب چیئرمین، لیکن اس مسئلہ کو ختم کر دیا ہے، آپ کو موقع ملے گا۔ جی فتح محمد خان۔

جناب فتح محمد خان، کیونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ جس کے متعلق بات ہو۔۔۔ (مداخلت)

Mr Chairman: Ruling is reserved.

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل، میں عرض کرتا ہوں debate کے روز

ہیں۔

جناب چیئرمین، میں نے عرض کیا ہے، یہ جو آپ debate کے روز فرما رہے ہیں

یہ جنرل روز ہیں 'Privilege Motions' اور 'Adjournment Motions' کے اپنے سپیشل روز ہیں۔

and the special rule will prevail so the rules 206 is not applicable to the

discussion that we were having so far جناب۔

جناب فتح محمد خان، جناب والا! جیسے مولانا صاحب نے فرمایا کہ انتخابات ہوں گے اور انتخابات ہو رہے ہیں اور مقررہ تاریخ پر ہوں گے۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ 8th Amendment کے بعد انتخابات کیسے ہو سکتے۔ اس لئے کہ جب پیپلز پارٹی کی حکومت توڑی تھی، ان کے متعلق یہ ساری باتیں کہیں کہ ان میں اتنی اتنی رشوت ستانی تھی، اتنی بدعنوانی تھی، پھر اپنی طرف سے میاں نواز شریف پر یہ الزامات لگائے، اس سے پہلے جو نیچو صاحب کی جو حکومت توڑی تھی اس میں ایسے ہی کہا گیا۔ اب اقبال احمد خان کا بھی بیان تھا کہ 8th Amendment میرے وقت میں ڈرافٹ ہوا تھا اور میں بھی اس کا حامی ہوں، مطلب یہ ہوا کہ جو نیچو صاحب کی جو حکومت توڑی تھی، وہ بھی قانونی توڑی تھی، اور اس وقت جو لوگ تھے، جو ممبر تھے وہ بھی سارے رشوت خور تھے اور سارے بدعنوان تھے تو اس طرح اب یہ جو الیکشن ہوں گے یہ سب رشوت خوروں، بدعنوانوں اور غلط کاروں میں ہوں گے یا پھر مولوی صاحب کی یہ بات درست ہے کہ جیسے پہلے یہ کہتے تھے کہ قیامت کے روز ایک تو خدا کا عذاب ہوگا گنہگاروں پر اور دوسری طرف وہ ایک دوسرے کو گتے سے پکڑے ہوں گے اور ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے ہوں گے اور ایک دوسرے کو مارتے ہوں گے تو کیا ہم پر وہ خدا کا عذاب نازل ہوا ہے اور ہم ایک دوسرے کے ساتھ یہی سلوک کر رہے ہیں۔ یہ جو انتخابات ہوں گے۔۔۔۔۔ میرا مطلب یہ ہے کہ یہ ان سابق تینوں اسمبلیوں والے اراکین تو الیکشن نہ لڑیں اس لئے یہ تو ایک تسلیم شدہ بات ہوگئی کہ یہ جو سارے تھے، یہ سارے کے سارے رشوت خور تھے اور سارے کے سارے بدعنوان تھے تو اس طرح ان کی جگہوں پر کوئی اور لوگ الیکشن لڑیں، اگر وہ آجائیں پھر بات ٹھیک ہوگی۔

جناب چیئرمین، جی اقبال احمد خان صاحب

جناب اقبال احمد خان، یہ میری اپنی ذاتی رائے ہے۔ میں نے ہمیشہ یہ کہا ہے کوئی ایک دفعہ نہیں کہا کہ میں آنکھوں ترمیم کا حامی ہوں یہ میری ذاتی رائے ہے جہاں تک محترم سنیر نے فرمایا ہے، میں ان سے اس بات پر اتفاق کرتا ہوں کہ اس ملک میں سب سے بڑی مصیبت ان سیاسی لیڈروں نے ڈالی ہوئی ہے جنہوں نے سیاست میں پیسہ کو رائج کر دیا ہے۔ اس

لئے میں محترم سینئر سے کہوں گا کہ ایک ریزولوشن لائیں اور میں ان کی تائید کروں گا۔ 85 ہو یا 88 ہو یا 90، سب اسمبلیوں کے ممبروں پر جو الزامات لگے ہیں ان کی کسی غیر جانب دارکشن سے انکوائری کروائی جائے اور جو بدعنوانی میں ملوث پائے جائیں ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔
جناب چیئرمین، خواجہ محمد آصف۔

خواجہ محمد آصف، جناب 1960 کے عشرے میں مولانا کوثر نیازی کنونشن لیگ کے لئے تقریریں کرتے تھے + (xxxxxx) میرے پاس ریکارڈ موجود ہے
جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ یہ مناسب نہیں ہے۔

خواجہ محمد آصف، جناب میرا قائم ایوان ہے، استفسار ہے کہ انہوں نے اس تقریر کے لئے + (xxxxxx)۔

Mr. Chairman: No, this is a personal attack it is...

خواجہ محمد آصف، یا صدر غلام اسحاق خان نے (xxx) میں جناب سے استفسار کر رہا ہوں، ایک سوال کر رہا ہوں + (xxxxxx)۔

Mr. Chairman: This is not right, this is expunged.

جی فصیح اقبال صاحب۔

جناب اقبال احمد خان، جناب والا!

سید فصیح اقبال، جی، میں کھڑا ہوں۔

جناب چیئرمین، جی اقبال صاحب۔

جناب اقبال احمد خان، جناب والا! میں ادب سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ہاؤس کی کبھی بھی یہ روایت نہیں رہی کہ جب ایک issue پر ایک ruling دے دیں یا reserve کر لیں، تو اس موضوع پر بار بار باتیں ہوں۔

Mr. Chairman: There are two more item in the agenda today.

+ (xxxxxxxxxxxxxx) عظم جناب چیئرمین حذف کیا گیا۔

سید فصیح اقبال، جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر تھا۔

جناب چیئرمین، وہ میں سنتا ہوں۔

سید فصیح اقبال، ریکارڈ درست کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، ایک منٹ، تشریف رکھیں، میں آپ کو وقت دیتا ہوں۔ دو اور

آئیٹمز ہیں۔ پہلا یہ کہ ایک ہے سرتاج عزیز صاحب کا 'regarding privatization' اور ایک ہے منزل شاہ صاحب کا 'call attention notice' تو یہ دونوں we will take up اور ابھی ہمارے پاس وقت ہے۔ so we will take up both these matters۔

راجہ محمد افضل خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی راجہ صاحب

راجہ محمد افضل خان، جناب والا! وزیر قانون نے ہمارے قائد اس قوم کے محسن

کے بارے میں جو remarks کہے، ان کو expunge نہ کرنے کے متعلق امداد کی کہ "Facts

"are Facts" اگر "Facts are Facts" ہیں تو جناب خواجہ صاحب نے یہ جو کہا ہے یہ بھی facts

ہیں۔ اور یہی بات ہے (xxxxxxx)۔۔۔

Mr. Chairman: This has been expunged

یہ personal چیز بنتی ہے یہ مناسب نہیں ہے۔ اگر آپ کو کسی پالیسی پر۔۔۔

راجہ محمد افضل خان، مولانا کوثر نیازی کے متعلق تمام قوم کو پتہ ہے کہ (xxxx)۔

Mr. Chairman: This is not right. This is a personal attack

اگر کوئی پالیسی کی بات ہے۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: This is expunged, sorry.

راجہ محمد افضل خان، یہ بھی facts ہیں۔

(xxxxxxxxxxxxx) نگم جناب چیئرمین مدف کیا گیا۔

خواجہ محمد آصف، جناب میں ریکارڈ produce کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، sorry۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، آپ یہ ہاؤس سے باہر کریں، یہاں نہیں۔

راجہ محمد افضل خان، جناب، ان کے متعلق ایک بات آئی ہے تو آپ اسے expunge کر رہے ہیں۔ اگر آپ ان کے متعلق کر رہے ہیں تو قائد اعظم کے متعلق الفاظ expunge کر دیں۔

جناب چیئرمین، راجہ صاحب، دیکھیں ناں، مجھے یہ بتائیں۔

راجہ محمد افضل خان، اگر قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں remarks ریکارڈ پر آنے ہیں جو کہ نہایت غلط الفاظ ہیں، میں نے ان کے متعلق آپ سے گزارش کی تھی کہ ان کو expunge کر دیں۔ یہ + (xxx) قائد اعظم سے بڑا آدمی نہیں ہے اس لئے اس کے متعلق جو الفاظ آنے ہیں وہ ریکارڈ پر نہ پائیں۔ قوم کے محسن کے متعلق یہاں الفاظ آنے ہیں وہ آپ نے expunge نہیں کئے تو جناب اس کے متعلق جو الفاظ یہاں آنے ہیں وہ بھی expunge نہ کئے جائیں۔ یہ قائد اعظم سے بڑا آدمی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، میری عرض تو سن لیں۔ یہ الفاظ ہاؤس کے تو نہیں ہیں، یہ تو کتاب میں ہیں۔

راجہ محمد افضل خان، بات یہ ہے کہ جو اقتباسات ہاؤس میں پڑھے گئے، وہ ان کی background میں نہیں گئے ہیں، جو بات منہ صاحب نے کی تھی وہ اس context میں نہیں پڑھے ہیں۔ انہوں نے صرف اقتباسات پڑھ کر سنا لئے ہیں۔ کل جو بھی ریکارڈ دیکھے گا، اس سے اسے پتہ چلے گا کہ یہ factual بات ہے۔ اس کو جناب حذف کیا جائے۔

جناب چیئرمین، کیوں جی، اقبال صاحب۔

راجہ محمد افضل خان، یہ تو مسلم لیگ کے بڑے علمبردار ہیں، قائد اعظم کے پیروکار ہیں اقبال احمد خان، آج تک مسلم لیگ کی ستیا ناس اس اقبال احمد خان کی وجہ سے ہوئی ہے۔

آپ کو یاد ہوگا کہ نیویارک میں مسلم لیگ کارکن مٹے کے لئے آنے تو آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا مسلم لیگ ایک ہے، میں وہاں موجود تھا، خان صاحب تھے، میں نے کہا کہ خان صاحب آگئے ہیں۔ اللہ کے فضل سے نیویارک میں بھی تین مسلم لیگیں ہو جائیں گی۔ یہ اس مسلم لیگ پر سب سے بڑا عذاب الہی ہے۔

جناب چیئرمین، اقبال احمد خان صاحب کیا کیا جائے، وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ جو الفاظ قائد اعظم کے بارے میں کہے گئے ہیں یہ بھی expunge کئے جائیں۔

جناب اقبال احمد خان، جناب والا! پہلے تو میں آپ سے عرض کرنے کی جسارت چاہوں گا کہ ایک issue ختم ہو گیا ہے اور اس پر آپ نے رولنگ دے دی۔

جناب چیئرمین، جی، وہ ختم ہو گیا۔

جناب اقبال احمد خان، اگر اس کو debate ہی کرنا ہے تو پھر سیشن مقرر کیجئے، ہم بھی جواب دیں گے۔۔۔ تو یہ کون سی۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین، وہ debate تو علیحدہ ہو گی لیکن اس بات۔۔۔

جناب اقبال احمد خان، میری عرض ہے کہ میرے پرانے ساتھی نے جو اپنے ذاتی مفادات کی خاطر مسلم لیگ کو بھوڑ کر پٹے لگے ہیں اگر ان کی باتیں یہیں کرنی ہیں تو مجھے بھی اس بات کا حق دیا جائے۔۔

جناب چیئرمین، بہر حال یہ debate آپ بعد میں کر لیں۔

جناب اقبال احمد خان، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کس حیثیت میں، کس موطن پر، میری ذات پر باتیں کی گئی ہیں۔۔

جناب چیئرمین، مجھے اس بات پر رائے دیں ناں کہ وہ فرما رہے ہیں کہ قائد اعظم کے بارے میں جو الفاظ ہیں۔۔

جناب اقبال احمد خان، دراصل ان کو اس بات کی شرم آ رہی ہے جن کے ساتھ انہوں نے نیا نیا رشتہ گانٹھا ہے، ان کی باتیں جب عوام کے پاس جائیں گی تو ان کو شرم آنے لگی کہ جن سے انہوں نے اتحاد کیا ہوا ہے وہ قائد اعظم کے بارے میں کیا خیالات رکھتے ہیں جب کتاب میں چھپا ہوا ہے تو اس کتاب کو prescribe کروائیں، اس کتاب کو بند کروائیں، پھر

یہاں مطالبہ کریں کہ اس کو expunge کیا جانے وہ ایک کتاب کی quotation ہے۔ اب اس کتاب کو تو کسی نے prescribe نہیں کیا۔ وہ تو اس ملک میں بکتی ہے، ملتی ہے، انہوں نے بھی پڑھی ہوگی یا لے کر پڑھ لیں اب یہاں کون سا issue آ گیا جناب، انہوں نے ایک کتاب کی quotation دی ہے ان کے نئے ساتھیوں نے جو ہمیشہ ہی قائد اعظم کے مخالف رہے ہیں۔ تحریک پاکستان کے بھی مخالف رہے ہیں جنہوں نے ہر لمحہ مسلم لیگ کو وہ گالیاں دی ہیں۔۔۔ اپنے دور حکومت میں بھی۔ اور ان کے بڑے عزیز ہیں، یہ نہیں چاہتے کہ ان کی بات عوام تک جانے اور میں نہیں سمجھتا کہ جو کتاب بازار میں publish ہوتی ہے اس کی quotation یہاں سے کیسے expunge ہو سکتی ہے۔ یہ آپ قانونی فیصلہ کر لیں، میں اس میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین، جناب محمد علی خان، expunge کریں، نہ کریں what do you say، آپ کا کیا خیال ہے۔

جناب محمد علی خان، ابھی خان صاحب نے فرمایا کہ یہ ان کے نئے ساتھی بن گئے۔ جناب والا، یہ آئی جے آئی کے associates تھے from the very beginning اور اسی آئی جے آئی کے خان صاحب بھی ایک ممبر رہے ہیں۔ تو جہاں تک اس چیز کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ certain very uncalled references were made by Maulana تو چاہیے کہ اس پر غور کریں اور اس کو expunge کریں۔

جناب چیئرمین، نہیں، مطلب ہے کون سا حصہ، ایک تو وہ ہیں جو انہوں نے حصے پڑے ہیں اگر اس کے علاوہ انہوں نے بات کی ہے تو وہ تو اور بات ہے، لیکن اگر حصے پڑے ہیں کتاب کے، جس طرح کہ فرما رہے ہیں کہ وہ تو بک رہی ہے۔

جناب محمد علی خان ہوتی، جب اس کے آگے پیچھے آپ نہ پڑھیں تو پھر اس کے جو معنی ہیں وہ غلط ہو جاتے ہیں وہ out of context ہو جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین، پھر کیا خیال ہے کیا کیا جانے؟ expunge کر دیں۔

معزز اراکین، expunge کر دیں۔

Mr.Chairman: Ok, They are expunged.

Mr.Muhammad Ali Khan Hoti: They are expunged.

Syed Iqbal Haider: This is very unfair, Sir.

Mr.Chairman: It may be unfair, but-----

Syed Iqbal Haider: No. Sir. You had very categorically stated that I will also be given a chance to speak whether these points should be expunged or not.

جناب چیئرمین، بولیں، بولیں

Syed Iqbal Haider: The point is Mr. Chairman that these remarks are contained in a book. If you do not condemn the author of the book, you do not condemn the book itself, how can you condemn the speech by expunging these remarks.

جناب چیئرمین، تو آپ کے خیال میں expunge نہیں ہونے چاہیں

سید اقبال حیدر، نہیں ہونے چاہیں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، اقبال حیدر صاحب کا خیال ہے expunge نہیں ہونے چاہیں

سید اقبال حیدر، جناب والا، بالکل expunge نہیں ہونے چاہیں جو چیز قابل مذمت، شرم اور افسوس کی بات ہے کہ اس شخص کو لعنت علامت نہیں کی جا رہی جس شخص نے اپنے ان کلمات کو disown نہیں کیا اور اگر ان کے ان اتہائی توہین آمیز کلمات کو جن کو کہ آج بھی انہوں نے قبول کیا یعنی ان کے غائبوں نے یہ نہیں کہا کہ وہ اس کتاب میں----

جناب چیئرمین، آپ کہہ رہے ہیں کہ expunge نہ کئے جائیں

سید اقبال حیدر، expunge نہ کئے جائیں اور اس سوچ کی مذمت کی جانے اس مصنف کی مذمت کی جانے جس نے کہ یہ کلمات قائد اعظم کے خلاف ادا کئے۔

جناب چیئرمین، آپ کی بات سن لی ہے آپ کہتے ہیں کہ expunge نہیں ہونے چاہیں ہر حال میں نے expunge کر دیئے ہیں۔

سید اقبال حیدر، کیسے expunge کر دیئے اور پھر جناب والا! آپ نے مجھے سنا ہی کیوں۔

جناب چیئرمین، سنا اس لئے ہے کہ شاید review کی کوئی گنجائش نکل آئے

سید مرزا شاہ، جناب والا! وہ کتاب کا حصہ جس کے متعلق اقبال حیدر صاحب نے کہا ہے وہ اگر ایوان سے باہر کوئی پڑھتا ہے تو ہزار دفعہ اسے پڑھے لیکن اس معزز ایوان میں قائد اعظم کے متعلق اگر کوئی بات آئے تو اس ایوان کا کوئی ممبر اسے برداشت نہیں کر سکتا۔

جناب چیئرمین، دیکھیں جی یہ technicalities کی بات نہیں ہے اگر کسی کی بھی دل آزاری ہوئی ہے قائد اعظم کے بارے میں چیزوں کی تو I will expunge it۔ یہ کوئی ایسا technical issue نہیں ہے

I will not take it as technical issue The discussion is closed now we go to the next item. Iqbal Ahmed Khan, on personal explanation.

(مداخلت)

خواجہ محمد آصف، جناب ہمارے نہایت ہی قابل احترام بزرگ جناب اقبال احمد خان صاحب نے فرمایا یعنی انہوں نے مسلم لیگ کے اتحاد کی بات کی ہے وہ اپنی مسلم لیگ لے کر ایسی پارٹی میں چلے گئے ہیں جس نے اس ملک کو توڑا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین، یہ مسلم لیگ کی بحث تو نہیں ہو رہی۔

خواجہ محمد آصف، اس نے اس ملک کو توڑا ہوا ہے جس میں خان صاحب خود بھی یقین رکھتے ہیں اور یہ بات کہتے رہے ہیں 'ریکارڈ پر ہے کہ پیپلز پارٹی نے اس ملک کو توڑا ہوا ہے وہ اپنی پارٹی سمیت اس پارٹی میں چلے گئے ہیں۔

یہ printed matter ہے کتاب میں چھپا ہوا ہے اور آپ نے اس پر رولنگ ارٹھاد فرمائی تو کیا میں یہ فرض کروں کہ آپ نے اس معاملے کو review کیا ہے؟

جناب چیئرمین، جی ہاں بالکل جی میں نے ممبرز کے جو احساسات ہیں ان کو مد نظر رکھتے

ہوئے taking the consensus of the House because I would not go by technicalities

اگر ممبر نہیں چاہتے کہ یہ چیز آئے تو نہیں آئے گی لیکن اگر میں technicalities دیکھوں تو آپ کی بات صحیح ہے۔

جناب اقبال احمد خان، closure کے بعد جتنی باتیں یہاں قہمتی سے ہونی

ہیں۔۔۔۔۔

Mr. Chairman: Technically you are absolutely right. Technically it.

سینڈ درست ہے لیکن احساسات کو مد نظر رکھتے ہوئے

It will not make any difference, It will only help in creating a better feeling in the House.

Mr. Iqbal Ahmed Khan: Bad precedent-----

Mr. Chairman: Ok, Fine.

جناب اقبال احمد خان، جناب والا! ایک آخری گزارش یہ ہے کہ ابھی پشاور سے ایک معزز رکن نے فرمایا کہ غفار خان صاحب کی بات کی میں صرف یہ عرض کروں گا کہ اگر واقعی وہ پاکستان کا اتنا محب ہو گیا تھا پاکستان بننے کے بعد تو اس نے اس سرزمین پر دفن ہونا پسند کیوں نہ کیا؟

(مدافعت)

جناب چیئرمین، جی طارق چوہدری صاحب۔

جناب محمد طارق چوہدری، جناب چیئرمین! میں بالکل اپنا احتجاج ریکارڈ کرواتا ہوں

تقریر ختم ہو جانے کے بعد اور آپ کی رولنگ محفوظ ہونے کے بعد آپ نے پھر اس کو اوپن کیا اور اس کو review کیا۔

جناب چیئرمین، جی آپ کا احتجاج ریکارڈ ہو گیا۔

جناب محمد طارق چوہدری، جناب والا! یہ ریکارڈ ابھی نہیں ہوا جناب والا! سینیٹ جس کا میں پچھلے آٹھ سال سے ممبر ہوں اس کا اپنا ایک ڈیکورم ہے، اپنا ایک رکھ رکھاؤ ہے اور مجھے اتہائی افسوس ہے کہ آج بعض ممبروں کی وجہ سے وہ ڈیکورم باقی نہیں بچا۔

جناب چیئرمین، جی اس سے میں اتفاق کرتا ہوں۔۔۔

جناب محمد طارق چوہدری، اور آپ کو جس طریقے سے سختی کرنی چاہیے تھی اور جس طریقے سے آپ کو چاہیے تھا کہ ان لوگوں کی بات اس طرح احتجاجی انداز میں نہ سنی جاتی آپ نے نہ صرف اس کو سنا بلکہ اس دباؤ میں آ کر آپ نے اپنا فیصلہ تبدیل کیا اور آپ کا فیصلہ تبدیل کیا جانا بجائے خود غلط ہے۔

Mr. Chairman: Thank you. I agree with you that the decorum should be maintained. We should maintain the traditions of this House to that extent I agree with Mr. Tariq Chaudhry. So, please now, no more debate on that question.

Now, we proceed to the next item which is item No. 3, Mr. Sartaj Aziz. Yes, please Sartaj Aziz Sahib.

DISCUSSION UNDER RULE 58 RE: PRIVATIZATION POLICY

Mr. Sartaj Aziz: Mr. Chairman, I am grateful to you for admitting this motion under Rule 58 because the matter raised in reply to a question No. 53 on 6th May, is of considerable public importance particularly in the context of the current political situation arising from the dissolution of the National Assembly.

Question No. 53 on May 6 by Prof. Khurshid Ahmed asked whether there was any proposal to privatize some units of WAPDA and any details thereof? The Minister correctly answered that no decision has so far been taken on privatization of WAPDA units. Experts have, however, recommended privatisation of certain Thermal units in order to stimulate expansion and to meet

rapidly growing demand on the power sector. Then the Minister went on to add that the Caretaker Government, in principle, also supported the policy of privatization but it will implement such a policy in a transparent manner and not in the manner implemented by the previous government through irregular procedure that is by selling units to favourites at throw-away prices or in return for kick backs. These are serious allegations Mr. Chairman, and I would like to, in this context, draw your attention to the fact that the President also referred to lack of transparency in the case of privatization in his dissolution order and the Prime Minister also in some of his statement made similar allegation. But so far the Caretaker Government has not produced a single case with concrete evidence to substantiate these allegations, this Mr. Chairman, is a very unfortunate situation that serious allegations are made from such a high level and, despite the fact that they have access to all the records for the past 4-5 weeks, they have not yet produced any single example of irregularity.

I am ready to answer some of the questions raised in general terms but I would suggest that the Senate asked the relevant Standing Committee of the House to convene a special session this week or next week and at that point the Minister concerned should produce evidence of any irregularity, wrong doing, violation of procedure, violation of criteria and then the Committee should be asked to submit its report to the Senate in case they find that any of those allegations have been substantiated. This will also give me and some of my colleagues particularly Mr. Saeed Qadir who was the Chairman of the Privatization Commission to also present a relevant detail because in the overall debate a relevant evidence cannot be produced.

Mr. Chairman, I would also like here try to make two or three general

points for the sake of the record in the hope that the further details will be gone into in the relevant Senate Committee. The basic points that have so far been raised-

(1) That the bidding system was consistent and units were transferred to favourites of the government after ignoring the highest bids on various pretexts.

(2) That the methodology for fixing reference prices or net worth of units was not consistent and these were changed frequently.

(3) That the recovery of sale prices was not made in the specified timeframe and the prescribed manner which resulted in losses to the government; and

(4) that monopoly situations were created by selling several units to the same party as for example in the case of cement to enable them to make windfall profits and the final charge is that CCI was not consulted before finalising the privatization policy and therefore, Article 154 of the Constitution was violated.

These general allegations are based partly on hear-say, partly on the results of disinformation campaign which was launched by the opposition in the past two years to deny the government the credit for implementing a very successful privatisation programme. In some cases they also result from incorrect reading and understanding of the technical issues. I would also like to place on record the latest report of the World Bank of 23rd March, 1993 prepared for the next consortium which endorses that the privatisation policy was carried out in transparent and effective manner and successfully implemented. In fact, our bidding system that was evolved in the light of actual experience, a number of other countries have taken interest in it and no case can be proved because the entire record is available.

In the first instance the system of sealed tenders was followed in October last yed the tenders were opened in front of 600 representatives of all the bidders, the Chairman of Corporation and some representatives of foreign missions apart from about 100 people from the media. Therefore, in the first instance as a result of 270 bids were received, 23 bids which were above the reference prices were sold straightaway and another 10 at 90% of the reference prices. Now, this procedure in which you invite sealed-bids requires that if the highest bidder does not meet the conditions then you go to the next highest and ask him to match the highest bids and if he does not then you go to the third. This was time consuming and therefore, it was decided three months later that instead of following a system of sealed-bids, an open tenders system, an open bidding system should be introduced in which all the potential bidders by paying the earnest money of 1 million or 2 millions depending on the size of the units should sit around the table and record their bids that has been done. In some cases the bids went on to 100 to 120 biddings before the highest bid was received and to that extent, so the procedure was totally transparent.

Mr. Chairman: Finance Minister on point of order.

Sardar Farooq Ahmed Khan Leghari: Sir, I should have thought that the motion under Rule 58 was regarding privatization of WAPDA units. The honourable Senator has embarked upon a speech concerning privatization of other units. I would request him to kindly confine himself to the motion under discussion.

Mr. Chairman: Mr. Sartaj Aziz.

Mr. Sartaj Aziz: Mr. Chairman, if you read my motion on the subject I

hope the Minister has a copy of that. The rule 58 says:

" Any discussion arising from answer to a question" and in answering that question as I just mentioned the Minister answered the question on privatization WAPDA correctly saying no decision has been made, no unit has been privatised but privatization is necessary to attract new investments. Then he went on to say in reply to supplementaries that the government supports the policy of privatization but we would like to carry it out in a transparent manner because the previous government did not implement the policy in a fair and transparent manner which means that in the context of that question allegations were made about how that policy was implemented and this is a very good opportunity for the Senate to take notice that this kind of complaint about absence of transparency in privatization has been made from different levels for the last four weeks and, so far, not a single case of actual irregularity has been pointed out.

Mr. Chairman: Let me first clarify, Leghari Sahib their notice received to us was-

I would like to request you to allocate under Rule 58 of the Rules of Procedure, half an hour for discussion of the privatization policy followed by the previous government on the basis of the statement made by the Minister for Finance in reply to question No.53 on 6.5.93. This was the notice that we received.

تو یہ دفتر والوں نے اس کو اس طرح put کر دیا ہے ۔

But I think this is what the notice was under Rule 58.

Mr. Sartaj Aziz: So, as I was pointing out Mr. Chairman that since they have not produced any single incidence and I hope that will be done in the committee, I am explaining the three basic issues which have so far been raised in

general terms- one was that the bidding procedure was not right and I have mentioned that in all cases the bids were done according to the prescribed rules and the entire record is available. So, if in any case the bidding procedure was violated they can certainly point out.

The second is whether the reference prices were correctly done and there is insinuation that the reference prices were changed from time to time to suit any particular bidder. This is a very technical issue but I would like to point out that in no single case we hired 37 evaluators all of them approved by the institute of Chartered Accountants. More than 50% valuations were done by NESPAK which was the government agency and in no case were the fixed assets revaluated in a subsequent stage. But there are also current assets, the value of machinery and land but the current assets is the stock, the cash and so on and so forth. When a unit is not sold for one year and it continues to suffer losses the current assets have to be brought up today but, therefore, the revised balance sheet which includes the re-evaluation of current assets is available to all bidders. It cannot be done benefit any particular unit and therefore, this thing was done strictly according to the established criteria. And therefore, you would see that the evaluation that we have done, have been actually realized. The statement which has been made by more than one person in the past four weeks that we have sold all the units at throw-away prices. I would like to place on record a statement which shows all the 68 units, the reference prices and the sale prices and you would notice that in 16 units they were sold well above the reference price namely from 110 to 170% of the reference prices, 25 units were sold between 90 and 100, 27 units were sold between 80 and 90. No unit was sold below 80 per cent or the reference price and even the 80% applied to Rotary Plants, 13 of them which were

closed for several years and, therefore, as a special case. So very few units, in fact no unit was sold below eighty and most of them were sold. So, this entire charge that we have sold these units at throw away prices is wrong and this statement clearly supports and this I wish to place on record.

The final point deals with the question of creating monopolies and this again is based on misconception and initially they said all the eight units were sold to one party. The Finance Minister in his statement on the television clarified and said four units have been sold to one party. I would like to place on record a document of December, 1992 which gives a list of all the units sold and to whom they were sold. Page 13 of this document displays all the parties to whom the units have been sold, have been listed. Now, it so happens that three units, White Cement, Pak Cement and Mepal Leaf Cement are listed as three units, actually they are one unit.

Mr. Chairman: Now please wind up because half an hour is the total time for this motion.

Mr. Sartaj Aziz: And therefore, you will notice that the four units that he has mentioned actually three are one unit and one unit was repurchased by that party subsequently from workers that we have sold. So, as far as the sales were concerned, in fact I had asked three months ago the Corporate Law Authority to carry out an investigation whether there was any monopoly situation? That report is available in the Ministry of Finance and I hope the Minister will look at it.

Therefore, Mr. Chairman to conclude I would say as mentioned by the World Bank and others, apart from the fact that it was done in cooperation with the workers and 5,500 workers were given golden handshakes involving a total amount

of sixty two hundred crores and in the process nobody has lost his job. Therefore, the privatization process according to the World Bank and other foreign and local experts was broad-based, transparent and successful because 72 units were sold to the highest bidders who met all the conditions. If the Finance Minister would recall the efforts of his own government when they identify 14 units and they could not sell a single one will realize how successful the effort to sell 72 units was. This not only generated total of 8.7 billion rupees of additional, most of which was allocated to the four provinces for education, health and other social action programmes and this also reduced our liability and, therefore, the most beneficial aspect of this privatization was that not a single employee was thrown out of his job. In the face of this record, to try to malign this record, to try to throw cold water because I think if this kind of an effort is done it is a national success and for narrow political ends to try to malign the process is not fair unless they are able to substantiate.

So, before they continue with their allegation I would suggest that the Standing Committee of the Senate under Prof. Khurshid can meet as soon as possible and there the Finance Minister can bring any allegation, concrete evidence or allegations against any unit and that will give me and Saeed Qadir a chance to clarify the position and the Committee can then be requested to submit a report in the next session of the Senate so that this issue is clarified for the information of the nation and the media so that these allegations do not stay either unchallenged or unsubstantiated. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Minister for Finance.

Sardar Farooq Ahmad Khan Leghari: Thank you very much, Sir.

I am grateful to the former Minister for Finance for reading out a very careful drafted brief on this subject. He was definitely himself involved in this whole process of privatization and I don't wish to indulge in any accusations either at him or at any one in particular but I would like to answer some of the questions raised there. I would like to repeat what I said earlier that the policy of privatization is one on which there is a broad consensus within Pakistan. And if you look at the entire spectrum of political parties from the left to the right most of them are agreed that the policy of privatization is required in Pakistan. Now, how soon should that privatization proceed? To what areas should it proceed? On that there are differences within Pakistan. And since this question as put on the Orders of the Day indicated specially regarding privatization of WAPDA Units, I would first address that point.

On WAPDA units privatization the government had set up a separate privatization committee which was different to Senator Saeed Qadir's privatization committee. This was headed by Mr. Masud, and that particular privatization committee came up with certain recommendations and the recommendations that they made were primarily that WAPDA needed to be corporatized, that its vertical integration should be disaggregated and it should be corporatized and different corporatized units should then be privatized and in the initial recommendation they had said that Jamshoro and Kot Addu and the Faisalabad Electricity Area Board need to be privatized, as you know very well and I am sure you must have heard this on the floor of this Senate also Mr. Chairman, there were very serious reservations on the part of certain provinces and specifically the province of NWFP raised serious objections on that. They said that this policy of privatization is unconstitutional, it has not been taken to the Council of Common Interests, that it

has not gone to the relevant constitutional forums, that no decision can be taken by the government on these issues unless the proper constitutional provisions are complied with.

When we joined this interim government we were faced with this question, whether we should proceed immediately or whether we should delay matters? And even that day I did answer, I am sure, said this that although we are against privatization but this matter has to be scrutinized and reviewed very carefully and main reason for that was that there were problems connected with the CCI and the provinces. And I would like to reiterate and to state very clearly that we feel that privatization of WAPDA must proceed very carefully after all constitutional requirements have been met and after the views of the federating units have been properly looked into, after they have been considered and after there is agreement between the federating units and the Federal Government, that is one.

Secondly, we feel that the major thrust of this policy of privatization of WAPDA Units must be based on getting additionality to our system. No. 1, there should be the major criteria and No. 2, it should be based on reducing inefficiencies and theft. Now what is wrong with WAPDA's entire system primarily is that there is a lot of leakage that goes on in the distribution system. So, if you were to privatize distribution with effective checks and controls so that rural electrification programme is protected and further development programme and maintenance programme is adequately protected then I feel that is a step in the right direction and our government would like to go along with that.

As far as getting foreign private capital to invest in thermal units is concerned, if the foreign private capital is available then we would rather that

they come in and establish new units rather than buy over old ones. Now, I am aware Sir, that there are basically two types of investors available in the international market. One are those people who are connected to manufacturers and their financiers and those are the ones that are going to come and bring in additionality. And then there are those who are connected merely to investment funds, they might be large investment funds, pension funds available in some Western countries and those people might just like to invest in projects which are ongoing and they might like to buy those over. But our government feels and I am sure that we can develop a national consensus on that and I am sure that Mr. Sartaj Aziz would also ultimately like to agree with us. We feel that any policy of privatising existing thermal power units must be based on a condition or at least on a linked conditionality that the investor will also add more units and this is important because what we are suffering from essentially is a shortage. The public sector cannot fulfill that shortage. The public sector development programme in Pakistan cannot meet our future requirements or a present requirements. And if we are to become self reliant or if we are to fill in the gap between the supply and the demand it is essential that we have effective additionalities. Yes, if foreign private capital comes in and goes in only for purchase of existing units you can argue that some fund would be generated and WAPDA could get those funds to invest in other projects either on the thermal side or on the hydel side. The unfortunate policy decisions taken by the previous government are the rather the lack of policy decisions taken by them. They never had any policy thrust other than dogmatic view that let us de-nationalize, privatize quickly and in that mad rush or in that desire to privatize everything quickly they have caused immense harm not only to the government exchequer but to the nation

as a whole because when you privatize so fast as they did anybody can do it fast. They are blaming us for not having gone fast enough. We deliberately did not go fast enough. They will say that, they adopted the French route whereas we adopted the British route, we were trying to adopt the British route. Yes, we were because Pakistan does not have such a surfeit of capital. We are a capital deficient country. If we were to de-nationalize or disinvest a large number of units on a massive scale in a short period you will not get the required amount of money or funds that you could, if you were to spread it over a longer period and here it is important to priorities. It is very easy to have a dogmatic view, all right let us privatize and become the hero of privatization. For what purpose are you becoming the hero of privatization? So that the government exchequer and the people of Pakistan should pay for it. We are opposed to that policy and we will continue to oppose that policy.

Now, what I was trying to say was that if there is additionality, yes we will go along with that, if there is a link between buying existing thermal units and adding to it, yes, we will go along with that. But we just don't want to displace WAPDA by a private sector party who is not willing to invest more, that's one. Secondly we had embarked on a project. We had moved very fast in record time on the Hub Thermal Power Station project and it was this Government that because of its policies, because they could not move it in certain directions, they delayed that project. Something which should have come up two years ago has still not come up and it is only now that we are pushing it and we hope that within the next two or three months we will be able to push it through before the elections take place.

Mr. Chairman, as far as the other points are concerned regarding transparency and Minister's very keen desire that this should go immediately to a

Senate Sub-Committee. I have no problem with the Senate Sub-Committee. If he wants to send it to Prof. Khurshid's Committee we don't mind, we will appear before that Senate Committee. We will bring forth proof. He says they haven't come up with anything so far. Please, I would like to assure him, don't worry we are collecting the material. We have collected some material and we are not just going to be befooled by the statistics that you present. We know that the tracks have been covered beautifully. Yet wherever there is theft, wherever there is wrong doing, God also helps us, we do get information. Some information from one place some from another source and we are going to come up, we already have collected something and will come forward in due course and I am not going to be bound by the timing of my honourable predecessor. He can't dictate to us. Then, all right you bring forth all the charges and material you have within such and such time. No, we are going to bring forward that material. We have got some material and if collected some more material, we are on the process of collecting more material, yes, we had a difficulty because they were sure that there will be a probe someday so they employed Chartered Accountants and they did everything in accordance with the proper procedure in all that. But there were major thefts that were taking place. I use that again that word Sir, and I hope it is not an unparliamentary word. I would like to state Sir, again on the floor of this honourable House that we will bring forward all that material. We will have no hesitancy in going before a Sub-Committee of this honourable House and whatever we have we will bring before them. Whatever will come later we also promise that Inshallah we will bring it before them. But he says that all the procedure was properly followed.

There was open bidding, even 200 journalists were invited. That is a good way of doing it. Journalists must be invited. All that but we should not talk

so much of the show of transparency. We have to see whether there has been transparency in fact or not. There was a show, there was a semblance of transparency but in actual fact a lot more was going on and I would like just one or two examples, Sir. In the very first case of privatization, Muslim Commercial Bank, what happened? The highest bidder was excluded. The second highest bidder who were the original owners were excluded. The third group got it and I will tell you later what happened to that third group and how they then manipulated and used Muslim Commercial Bank for a host of other take overs of the government corporate sector. How did all that happen? It did not happen by coincidence. It happened by design. It happened by pre-planned design and that is where I blame the previous Government and its minions they did it and they were told to do it in a such a way there should be a semblance of transparency but the truth will be out and it has come out and the people know about it then what happened. They went to court, the highest bidder went to a court. The eminent lawyers took up their case to the court. They had a very strong case in the court and then the tax hounds were let after them. They were warned that you are a business group, you are going to be hounded by the tax people and we will see you have to withdraw and being businessman being subject to the whole system that we have in Pakistan which is full of corruption and where the law and the government machinery is unfortunately used against individuals and against citizens and against businesses, they withdrew from the High Court. The highest bidder who was not given Muslim Commercial Bank had to withdraw. The second highest bidder had no chance. He was threatened, it was also a business house and then what happened in the cement take overs.

The honourable former Finance Minister has talked of the Corporate

Law Authority having been brought in and then having submitted a report to the Ministry of Finance. Yes, the Corporate Law Authority has submitted, the report says very clearly that the cement take over was not a monopoly because under the definition of monopoly, you have to exceed a certain percentage. He knows better whether it was 30 or 35 percent but when you exceed that percentage then you are supposed to be a monopolist but what happened in the case of cement. Cement is a low value high transport cost material. If you take over by one group which are all connected to the Muslim Commercial Bank, four of the major strategically located cement plants in Punjab. What happens? It effectively establishes a monopoly and then we saw the result of that monopoly. The poor consumers and citizens of Pakistan had to pay a price of 160 rupees and 155 rupees of cement bag. In six months, it went up from 105 to, as my friend honourable Senator said, 172 in Multan. He paid the same in Lahore. Multan would have been even worse, D.G. Khan worst where it is produced. So, Sir, in this manner an effective monopoly was produced and yet on paper you can show very well that no rule was violated. There was no Corporate Law Authority's provision violated etc., etc., so, it was the way.

Then again, I will give you another example. In that very deal of D.G. Khan cement company take over, there was a group that quoted highest, they had their bank guarantees, pressure was applied. I am sure, the honourable former Finance Minister did not do it personally. I am sure it was under directions from somebody's brother. But it came, the pressure came, the MCBs who had given guarantees, they were told to withdraw the guarantees. So, on the day of opening of the bids or whatever relevant date was, the guarantees were quietly withdrawn. It is in this manner, Mr. Chairman, that the privatization process has been used for

self-aggrandizement for cronies, for people who were around the centres of power. I am not even sure whether the honourable former Finance Minister was centre of power, but he was certainly being used, at least. And I would like to definitely place whatever material we have, whenever we have it, as and when we have it, if we have some now, we will place it, when we have more, we will place it, we will place it before the Senate sub-committee. We will place it before the High Courts, before the other courts. We will allow the normal law to take its course. But on the general policy of privatization, whether it is this government, whether I am sure it is the government that comes into power later, it is going to support privatization through a transparent system and "Inshallah" as far as myself and my colleagues are concerned in this government, we are fully behind a transparent and clear policy that will achieve a multiplicity objectives, not just helping friends and cronies but also to enlarge the base of the stock market to allow people who have small savings in *Mandi* towns in small area, people of the middle class, etc. to come up and invest in stocks in the privatizing sector. I would like to thank you, Sir.

Mr. Chairman: Now, we have the next item which is item...

(interruption)

جی رونگ کی ضرورت نہیں ہے۔

Committee is always competent to take up these matters. I think the committee is fully competent, if you want me, I think this can go to the committee. The Minister is also agreed that it can be taken to the committee. So, let it go before the Committee.

Mr. Sartaj Aziz: Sir, how it can be done within a month?

جناب چیئرمین۔ وہ ہانگ تو کہہ رہے ہیں کہ کچھ چیزیں ہیں کچھ وقت گئے گا

لیکن... there is no bar on the committee to take it up and

Mr. Sartaj Aziz: Committee can't do suo moto.

Mr. Chairman: I think the House is agreed that this may be taken up by the committee but

مانم فریم کے متعلق وہ کہہ رہے ہیں کہ جی کچھ ہے کچھ بعد میں آنے گا۔

He has some difficulty, otherwise, I think, you have no objection to the matter being told to you. O.K. fine.

Sardar Farooq Ahmad Laghari: It should be after the budget and I don't know it will be right in the middle of my election campaigning but if you like it, that we will welcome.

Mr. Chairman: O.K.

خواجہ محمد آصف، Excuse me sir، کیئر ٹیکر فنانس منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ بینکوں نے گارنٹیاں واپس کر لیں۔ بینک ایک دلدہ گارنٹی دے دے تو وہ irrevocable گارنٹیاں ہوتی ہیں بینک کبھی withdraw نہیں کر سکتے۔ جن لوگوں نے گارنٹیاں furnish کی ہوتی ہیں وہ withdraw کر سکتے ہیں۔ جناب چیئرمین، بہر حال وہ سارا معاملہ کمیٹی میں آ جائے گا۔ آجے آٹم نمبر 4 کال امینٹن نوٹس ہے منزل شاہ صاحب کا اس کا جواب کون دے گا۔

CALL ATTENTION NOTICE RE: CONSTRUCTION

OF A ROAD LEADING TO RAIWIND

سید منزل شاہ، منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

سید عباس شاہ، 194 کا جواب دینا پڑتا ہے یا نہیں۔ میرے خیال میں اس میں

کوئی جواب نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین۔ 194 کا یا کال اینشن کا۔

سید عباس شاہ۔ sorry۔ کال اینشن کا۔

جناب چیئرمین۔ اس کا کوئی پرویجر ایسا نہیں ہے لیکن کوئی چیز ہے تو، یعنی بات کرنی ہو اور پھر ختم۔

Syed Abbas Shah: On call attention notice, one speaks and then it ends. Reply has never been given.

جناب چیئرمین۔ کال اینشن میں ہوتا ہے۔

The statement is made by a member and reply is made by a Minister.

جواب ہوتا ہے۔ جی منزل شاہ صاحب

سید منزل شاہ۔ جناب میں اس ایوان اور حکومت کی توجہ ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ نواز شریف نے 5 کروڑ روپے رائے ونڈ کی سڑکوں پر خرچ کئے۔ روز نامہ "جنگ" 15 مئی 1993ء۔ نگران وفاقی وزیر محنت کی پریس کانفرنس مورہ 15 مئی 1993ء کے دوران الزام لگایا گیا کہ نواز شریف نے رائے ونڈ کی سڑکوں پر پانچ کروڑ روپے خرچ کر کے پیسے کو تباہ کیا۔ رائے ونڈ کوئی خانہ کعبہ نہیں۔ جناب چیئرمین! یہ بڑے نوٹ کرنے والے اعلان ہیں۔ رائے ونڈ کوئی خانہ کعبہ نہیں۔ جناب والا! پورے عالم اسلام میں ایک بڑا دینی اجتماع رائے ونڈ میں ہوتا ہے جہاں پر پوری دنیا کے اسلامی ملکوں کے لوگ شریک ہوتے ہیں۔ جہاں سے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے جماعتیں دین کی تبلیغ کے لئے تشکیل دی جاتی ہیں جو کہ غیر مسلم ممالک میں جا کر اسلام کی تبلیغ کرتی ہیں۔ تبلیغی جماعت ایک غیر سیاسی جماعت ہے اور خالصتاً امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی علمبردار ہے۔ قرآن کریم کے حکم اور سنت نبوی پر عمل کرنے والی جماعت کے احساسات کو مجروح کر کے مسلمانان پاکستان بلکہ ملت اسلامیہ کے جذبات اور کردار کو مجروح کیا گیا ہے۔ میں تحریک عیش کرتا ہوں کہ حکومت اس کا نوٹس لے۔

جناب والا! جیسا کہ میں نے عرض کیا 15 مئی کو وزیر موصوف جن کا مجھے افسوس ہے اور مجھے دکھ ہے یہ گھنا پڑتا ہے کہ ہمارے انٹیم گورنمنٹ اس عارضی حکومت کے جو پرانے منظر

نامزد لئے لئے ہیں بد قسمتی سے وہ یہاں آ بھٹے۔ وہ انتہائی شریف اور معقول انسان ہیں۔ جب سے انہوں نے یہ چارج سنبھالا ہے آج تک انہوں نے کبھی کسی کی کردار کشی تک کے لئے ایک لفظ نہیں کہا لیکن یہ بد قسمتی ہے ان کی اور پھر اس ہاؤس کی بھی 'پورے پارلیمنٹ کی' پوری قوم کی کہ یہاں پر آج ایک unelected آدمی جو ہے elected ہاؤس کو speech دے رہا ہے 'تقریر کر رہا ہے۔ تو جناب والا! میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ اس کے چند منسٹر اتنی غیر ذمہ دار نہ باتیں کر رہے ہیں کہ آپ اور ساری قوم 'پورا یہ ہاؤس جانتا ہے کہ زاہد سرفراز صاحب' منسٹر زاہد سرفراز صاحب تین دفعہ interim government میں آئے ہیں اور ہمیشہ چور دروازے سے۔ جناب والا!۔۔۔

جناب چیئرمین۔ یہ رائے وند کی بات ہو رہی ہے یا زاہد سرفراز کی۔

سید مرزا مل شاہ۔ میں جناب اسی سلسلے میں بات کر رہا ہوں۔ ابتدائی بات ہو رہی ہے۔ جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ بد قسمتی سے اس ملک میں الیکشن تو بڑے ہونے، حکومتیں بڑی ٹوٹیں، وزارتیں بڑی گئیں، اسمبلیاں بڑی گئیں لیکن اس ملک کے لئے کبھی کسی نے کام کرنے کا نہ سوچا اور نہ کام کرنے دیا۔ جناب والا! آپ 1970ء کے الیکشن دیکھیں اس سے آدھا ملک ٹوٹا۔ اس کے بعد آپ 1985ء کے الیکشن دیکھیں اس سے سارے institutions تباہ و برباد ہوئے، غیر جماعتی الیکشن کروا کر۔۔۔

جناب چیئرمین۔ ذاکر بشارت الہی صاحب!

Dr. Bisharat Elahi: Mr. Chairman, Sir, we seem to be deviating from the normal procedure as we have been adopting in the past.

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ اس کے لئے پانچ منٹ ہوتے ہیں۔ جو چیز ہے اس پر آپ بات کریں۔ پھر منسٹر جواب دے دیں گے۔ تو پانچ منٹ تو آپ نے زاہد سرفراز پر لگا دیئے۔

سید مرزا مل شاہ۔ پانچ منٹ کی تو بات نہیں ہے۔ یہاں پر وقت ہے اور سب باتیں یہاں پر ہوتی ہیں۔

جناب چیئرمین۔ جو قاعدہ ہے وہ تو فالو کرنا چاہیئے۔

سید مزمل شاہ۔ ڈاکٹر صاحب کو بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ کوئی ایسی بات نہیں کر رہا ہوں۔ میں مسلمانوں کی بات کر رہا ہوں۔ میں دین کی بات کر رہا ہوں، میں کعبے کی بات کر رہا ہوں۔ اس سے ان کو تنگ نہیں ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین۔ ڈاکٹر صاحب صحیح بات کر رہے ہیں۔ پانچ منٹ آپ کے پاس ہوتے ہیں جس میں آپ نے موضوع پر بات کرنی ہے۔

سید مزمل شاہ۔ جی میں بالکل موضوع پر بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ آپ نے کہا ہے کہ جو رائے ونڈ پر باتیں ہوتی ہیں جو مناسب نہیں

ہیں۔

سید مزمل شاہ۔ جناب چیئرمین! میں بالکل اسی پر آ رہا ہوں۔ لیکن کم از کم یہ تھوڑا سا سن تو لیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ بہر حال میں اسی sequence پر بات کر رہا ہوں۔

ڈاکٹر بشارت الہی۔ میں تو روز پر بات کر رہا ہوں۔ یہ زیادہ ہو رہے ہیں میں کم ہو رہا ہوں۔ رائے ونڈ پر بات کریں اور پانچ کروڑ پر بات کریں۔ پانچ منٹ میں بات ختم کریں۔

سید مزمل شاہ۔ میں رائے ونڈ پر بھی بات کر رہا ہوں، پانچ کروڑ پر بھی بات کر رہا ہوں۔ جناب والا یہ رائے ونڈ کی بات، پانچ کروڑ کی بات نہیں ہے۔ یہ تمام مسلمانوں کے احساسات کی بات ہے۔ اس ملک کی بات ہے۔

جناب چیئرمین۔ تو وہ بات کریں ناں پھر؟

سید مزمل شاہ۔ میں وہی بات کر رہا ہوں۔ جناب 1985ء کے غیر جماعتی الیکشن نے اس ملک کے پورے۔۔۔

جناب چیئرمین۔ آپ تو 1985ء۔۔۔۔۔

سید مزمل شاہ۔ میں آ رہا ہوں ناں۔

جناب چیئرمین۔ آئیں ناں 1985ء سے 1993ء آ گیا ہے۔

سید مزمل شاہ۔ جناب fundamental rights پر آ رہے ہیں۔ یعنی جو لوگ دین پر

مدد کر رہے ہیں۔ جس چیز سے ہم متعلق ہیں اس کے متعلق مجھے تھوڑا سا وقت دیں۔ کم از کم میں وہاں تک پہنچ تو سکوں۔ بات تو کر سکوں۔

جناب چیئرمین۔ بات تو سنیں ناں۔ Call Attention Notice ہے۔ اس میں آپ کو پانچ منٹ ہوتے ہیں۔

سید مرمل شاہ۔ میں بالکل اسی پر آ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ تو آپ کا کہنا ہے کہ لوگوں کے احساسات مجروح ہو رہے ہیں۔ رائے وند کی بات ہوئی ہے۔ یہ دینی اجتماع ہے۔ اس کی بات کریں ناں۔

سید مرمل شاہ۔ میں اس پر بات کر رہا ہوں اس سلسلے میں کہ یہ ساری باتیں کیوں ہو رہی ہیں؟ اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ میں اس پر بات کر رہا ہوں۔ تو 1985 کے بعد 1988 کے الیکشن ہوئے تو جناب آپ نے دیکھا کہ محترمہ بینظیر کی حکومت جو ہے 18 مہینے کے بعد اس کو گھر بھیج دیا گیا جناب والا پھر 1990 میں پھر الیکشن آ گئے۔ اس کے نتیجے میں میاں نواز شریف کی حکومت کو گھر بھیج دیا گیا۔

جناب چیئرمین۔ اس پر تو بحث ہو چکی ہے۔

سید مرمل شاہ۔ تو میں عرض کروں کہ یہ ملک کسی کام کے لئے بنا ہے یا الیکشن کے لئے بنا ہے؟ پھر اگر الیکشن کے لئے بنا ہے تو پھر ان الیکشنوں کا احترام کیوں نہیں کیا جا رہا؟ جو لوگ ووٹ دیتے ہیں ان کے حقوق کو بار بار کیوں خراب کیا جا رہا ہے؟ اور تباہ کیا جا رہا ہے؟ ان کے خلاف یہ اقدامات کیوں کئے جا رہے ہیں؟

جناب چیئرمین۔ الیکشن پر تو بات ہو چکی ہے ناں۔

سید مرمل شاہ۔ میں عرض کرتا ہوں جناب والا یہاں پر یہ کہا گیا ہے جس طرح میں نے آپ کو کہا تھا کہ جناب والا آپ اس پر غور فرمائیں کہ رائے وند کوئی غلط کعبہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ ہاں اس پر بات کریں۔

سید مرمل شاہ۔ جو لوگ یہاں تک آ سکتے ہیں کہ غلط کعبہ مسلمانوں کا قبہ ہے اور اس کی تھیہ کسی دوسری چیز سے نہیں دی جا سکتی۔ یہ اس کے ساتھ بھی مذاق کرنے پر اتر

آئے ہیں۔ جناب والا عوام کو تو بھڑکیں ان کو قتل کر دیا۔ وہ بار بار قتل ہوتے رہے اور آئندہ بھی اسی طرح قتل ہوتے رہیں گے۔ لیکن خانہ کعبہ کے متعلق بھی یہ وہ لحاظ استعمال کر رہے ہیں کہ آپ کا کہنا ہے کہ سب کا قہد ہے۔ اس کو تقہیر دے رہے ہیں کس سے رائے وند سے۔ رائے وند میں وہ ایک دینی اجتماع ہوتا ہے، ایک تبلیغی اجتماع ہوتا ہے اور خانہ کعبہ میں وہ رکن اسلام ہے۔ وہاں پر جس کے پاس استطاعت ہے اس میں ہر آدمی کو وہاں پر جانا حج کے لئے اور عمرے کے لئے لازم ہے۔ اس کی تقہیر رائے وند سے دی جا رہی ہے۔

جناب چیئرمین۔ منسٹر صاحب اس کا جواب دیتا ہے۔ آپ مکمل کریں۔

سید مرطل شاہ۔ میں مکمل کرتا ہوں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میاں سرفراز صاحب جتنی بھی کسی کی کردار کشی کرنا چاہتے ہیں کر لیں۔ وہ جیلے منسٹر ہسٹری میں ہیں کہ جن کے متعلق جناب اقوام کی طرف سے اشتہار آتے ہیں، حضور والا یہ دیکھ لیں۔ قوم کی طرف سے اشتہار آتے ہیں۔ ان کی سیاہ کاریاں اشتہاروں میں آتی ہیں۔ پرائم منسٹر جناب فتح شیر مزاری کو اہیلیں کی جاتی ہیں۔ جناب چیئرمین۔ آپ پھر رائے وند سے راہ سرفراز کی طرف آگئے۔

سید مرطل شاہ۔ جناب والا میں اس آدمی سے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں جس نے رائے وند کے متعلق یہ بات کی ہے۔ اور خانہ کعبہ کے متعلق بات کی ہے۔

جناب چیئرمین۔ اب نام ہو گیا ہے۔ آپ کا وقت مکمل ہو گیا ہے۔

سید مرطل شاہ۔ بناب ۱۷۱۰ بجے ذرا قہور سائن ٹیچے۔

جناب چیئرمین۔ آپ ۵۹ (۵) پڑھ لیں۔

سید مرطل شاہ۔ مجھے بات تو مکمل کر لینے دیں ہاں۔ رول تو ہے بناب۔

جناب چیئرمین۔ رول پڑھیں پھر بات کریں۔ کھا ہوا ہے۔

Member who has given notice shall make a brief statement and the Minister concerned shall make a statement on the subject. The statement by the Member shall not exceed 5 minutes and the statement by the Minister shall not normally exceed 10 minutes.

آپ کے پانچ منٹ سے زیادہ ہو چکے ہیں۔

سید مرطل شاہ۔ یہ اتنا سہواری مسند ہے بناب کہ آپ ٹائم کی پابندی نہ لگائیں۔

جناب چیئرمین۔ بس ٹھیک ہے قانون کے مطابق پتلیں مے پھر کوئی اور موقع دیں

مے۔ جی جناب مسٹر صاحب۔ یہ کہتے ہیں کہ بی یہ رائے ونڈ سے جو تقسیم دی ہے یہ غلط دی ہے یہ دینی اجتماع ہے لوگوں کے اسامات مجروح ہونے ہیں اور مسٹر صاحب کو یہ نہیں کرنا چاہئے تھا۔

Sardar Asif Ahmed Ali Sir I have the highest regard for the honourable Senator from Kaghan which is very hot in these days and Islamabad is a little bit hot in these days. So he got a little

جناب چیئرمین۔ تو آپ بھی کاغان بھیج گئے ہیں

سردار آصف احمد علی۔ وہ ذرا excited ہو گئے ہیں

Mr. Chairman You should not get excited

سردار آصف احمد علی۔ اتنی کوئی بات تو نہیں ہے یہ تو fact ہے کہ رائے ونڈ

فائدہ کہہ نہیں ہے اس میں کون سی بڑی بات ہے میں ہے یا یہ کہہ دیں کہ ہے تو پھر اور بات ہے۔

regarding the five crore rupees I have a serious difference of opinion with Cabinet colleague Mr. Zahid Sarfraz. Because I live on the Rainwind Road.

میں تو وہاں کا رہائشی ہوں میں چپہ چپہ جانتا ہوں میرا ضلع بھی ساتھ لگتا ہے سورت حال جناب یہ ہے کہ رائے ونڈ کے اوپر صرف پانچ کروڑ روپے خرچ کیا گیا اور اس وقت جب یہ پانچ کروڑ خرچ کیا جا رہا تھا۔

(مداخت)

جناب چیئرمین۔ شاہ صاحب اب ٹائم ہو گیا ہے رول کا خیال رکھیں۔ یہ تو نہیں ہاں

کہ وہ لے کر آپ نے نوڈ ٹائم مانع کیا۔ آپ زیادہ سرفراز پر شروع کر دیں۔ پھر آپ اشتادات

پر چلے گئے

سید مرمل شاہ۔ جناب تبلیثی جماعت ختم نبوت کی امین ہے اس کے خلاف جو لوگ باتیں کرتے ہیں وہ ذرا ہمیں یہ بتائیں کہ انکا اپنا ہے کیا۔

جناب چیئر مین۔ شاہ صاحب قیمتی سے میں ہاؤس میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ لوگ جو اپنی روایت ہے ناں کہ رولا کا خیال رکھتے ہیں ایک اچھی زبان استعمال کرتے ہیں۔

سید مرمل شاہ۔ جی ایک اچھی زبان استعمال کر رہا ہوں قطعاً کوئی غلط لفظ استعمال نہیں کر رہا ہر حال جو بات ہے اس کو مکمل تو کرنے دیجئے۔

جناب چیئر مین۔ نہیں نہیں بات ہو گئی ہے پانچ منٹ سے بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔

سید مرمل شاہ۔ بات تو کوئی جونی نہیں ہے۔

جناب چیئر مین۔ جناب آپ نے پندرہ منٹ بات کی ہے یہ آپ کی غلطی ہے میری تو نہیں ہے۔

سرمد ار آصف احمد علی۔ اگر valium کی دو گولیاں کھالیں تو۔۔۔۔۔

جناب چیئر مین۔ نہیں نہیں۔

سرمد ار آصف احمد علی۔ جناب میری اس میں submission یہ ہے کہ مجھے میرے colleague زاہد سرفراز سے اس پر اختلاف ہے چونکہ پانچ کروڑ صرف رانے وند پر لگا ہے جس پر تبلیثی اجتماع ہوتا ہے اور اس وقت جب یہ فرق ہو رہا تھا تو تبلیثی جماعت کے جو رہنما ہیں انہوں نے کہا کہ ہمیں اس پانچ کروڑ اور ٹھنڈی سڑکوں کی ضرورت نہیں ہے ہم نے تو یہاں آ کے اللہ اللہ کرنی ہے اللہ سے دعا کرنی ہے یہ بڑی بڑی باتیں اب ہم سے نہ کریں۔ اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اختلاف مجھے اب سرفراز صاحب سے یہ ہے کہ انہوں نے ان سڑکوں کا ذکر نہیں کیا۔

راجہ محمد افضل خان۔ جناب کوئی بات نہیں ہے۔

جناب چیئر مین۔ بتائیں جی ان کو ذرا conclude کر لینے دیں۔ بہر حال آپ نے کہہ دیا ہے کہ پانچ کروڑ خرچ نہیں ہوا زیادہ ہو گا۔

سردار اسف احمد علی - است زیادہ غریج ہوا ہے - ساتھ ستر کروڑ روپیہ غریج ہوا ہے۔

جناب میئر مین - بہت شکریہ - یہ جو لوگوں کے جذبات کہتے ہیں کہ مجروح ہونے ہیں اس کے بارے میں کیا خیال ہے ؟ That was not the intention.

Sardar Aseff Ahmed Ali: It was not the intention.

Mr. Chairman: So, now I will read the prorogation order.

In exercise of powers conferred by clause 3 of Article 54 read with Article 61 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate on the conclusion of its sitting on the 18th May, 1993, signed Wasim Sajjad, Chairman.

[The House prorogued sine die]
